بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ **13**/مئی 2010ء بمطابق **28**/جمادی الاوّل 1431ھ بروز جمعرات بوقت صبح 11 بجکر 20 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر، محمد اسلم بھوتانی، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب سپیکر: السلام وعلیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

یَآ یُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُو ارۡکَعُوۡا وَاسۡجُدُوۡاوَا عۡبُدُوۡارَبَّکُمۡ وَافۡعَلُو االۡخَیۡرَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَo

(پارہ نمبر ۱۷ سورۃ الحج آیت نمبر ۷۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو اور اپنے رب کی عبادت کیا کرو اور نیک کام کیا کرو امید ہے کہ تم فلاح پاؤ گے۔

﴿پارہ نمبر ۱۷ سورۃالحج آیات نمبر ۷۵. ۷۶. ۷۷﴾

ترجمہ: اللہ چھانٹ لیتا ہے فرشتوں میں پیغام پہنچانے والے اور آدمیوں میں۔ اللہ سُنتا دیکھتا ہے جانتا ہے جو کچھ اُن کے آگے ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے اور اللہ تک پہنچ ہے ہر کام کی۔ اے ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو اور بندگی کرو اپنے رَبّ کی اور بھلائی کرو تا کہ تمہارا بھلا ہو۔ وَمَاعَلَیۡنَا اِلَّاالۡبَلَاغ ۔

جناب سپیکر: بسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم۔ آج وقفہ سوالات نہیں ہے کیونکہ کوئی سوال نہیں ہے۔ لہٰذا سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواست

سیکرٹری اسمبلی: محترم میر امان اللہ نوتیزئی صاحب' وزیر نے آج کے اجلاس کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ (رخصت منظور ہوئی)

جی جعفر مندوخیل صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب! ہمارے ژوب کے کیپٹن عمران الحق مندوخیل' وانا میں شہید ہوئے ہیں اُنکے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر: مولوی صاحب! کیپٹن عمران مندوخیل صاحب کیلئے فاتحہ خوانی کریں۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: شیخ جعفر خان مندوخیل صاحب! اپنی تحریک التوا نمبر 2 پیش کریں۔

تحریک التوا نمبر 2

شیخ جعفر خان مندوخیل: شکریہ جناب سپیکر! میں اسمبلی کے قواعد وانضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوا کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ ضلع کچھی بولان کے علاقہ لنڈی کھوسہ میں جلد کی بیماری سے ساٹھ بچے جاں بحق ہوئے۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں جعفر صاحب! آپ کی تحریک نمبر 2 ہے۔ آپ تحریک التوا نمبر 2 پڑھیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: میں اسمبلی کے قواعد وانضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوا کا نوٹس دیتا ہوں۔ ''تحریک یہ ہے کہ صوبہ میں مال مویشی کی بیرون ملک سمگلنگ کی وجہ سے صوبے میں مال مویشی کی روز بروز کمی واقع ہونے کی وجہ سے صوبے بھر میں ہر دو چھوٹے اور بڑے گوشت کی قیمتوں میں ہوشربا اضافہ کے باعث گوشت کی قوتِ خرید غریب عوام کے دسترس سے باہر ہوتی جارہی ہے جو کہ ایک لمحہ فکریہ ہے'' (اخباری تراشہ منسلک ہے) لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر کے اس اہم عوامی نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: تحریک التوا نمبر 2 پیش ہوئی۔ آپ اِسکے متعلق کوئی detail میں بات کرنا چاہیں گے؟

شیخ جعفر خان مندوخیل: لائیو اسٹاک کا بیان بھی اگر پڑھیں' انہوں نے بھی دیا ہے۔ ''بلوچستان سے جانوروں کی سمگلنگ جاری ہے برآمد پر کوئی پابندی نہیں ہے' ہمایوں کرد''۔ ''کمشنری نظام ختم ہونے کے بعد قیمتوں پر حکومت کا کوئی کنٹرول نہیں رہا ہے middle men فائدہ اٹھا رہے ہیں'' تو یہ وفاقی گورنمنٹ کا جو منسٹر ہے یہ خود بھی تسلیم کر رہا ہے ایک طرف کہ یہ سمگلنگ بھی جاری ہے اور برآمد کی بھی اجازت ہے۔ یہاں لوکل' آپ کو پتہ ہے آپکے اپنے علاقے سے بھی' یہاں کوئٹہ کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ آج کوئٹہ شہر میں چھوٹا گوشت اچھا والا آپ کو ساڑھے چار سو میں ملتا ہے' جو بالکل ختم ہے وہ چار سو سوا چار سو میں ملتا ہے۔ اچھا ساڑھے چار سو سے بھی اُوپر ملتا ہے جو چند ایک قصاب ہے۔ اگر آپ خود ہی جانور منگوائیں تو پانچ چھ سو روپے میں اس کا کلو پڑتا ہے۔ اور بڑا گوشت ڈھائی سے تین سو روپے میں بک رہا ہے۔ حالات یہ ہیں کہ موجودہ جو مہنگائی آئی ہے اس میں لوگوں کی قوت خرید ویسے ہی جواب دے گئی ہے۔ غریب آدمی یہ تصور نہیں کرسکتا کہ وہ گوشت خریدے گا یا کھائے گا۔ جبکہ گوشت ہماری بنیادی خوراک ہے۔ یہ سمگلنگ اگر اسی طرح جاری رہی جو سمگلنگ ہو رہی ہے ایکسپورٹ ہو رہے ہیں' اگر تین مہینے کے اندر یہ سمگلنگ نہ روکی گئی تو میں واضح آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ قیمت ایران کی سطح پر جائیگی' ایران میں اسوقت کلو پندرہ سو پر بک رہا ہے تو ہمارا ہزار روپے گوشت میں جائیگا تو پھر اندازہ لگائیں آج تو غریب نہیں کھا سکتا ہے پھر متوسط طبقہ بھی نہیں کھا سکے گا۔ یہی حال بڑے جانوروں کا ہے میں کہتا ہوں حکومت خود اس میں ملوث ہوتی ہے میں خود ہوم منسٹر رہا ہوں سب سے زیادہ درخواست میرے پاس آتی تھی کہ ہمیں جانوروں کی بارڈر تک لیجانے کی آپ اجازت دیدیں تاکہ بارڈر سے وہ پھر یا مل ملاپ سے لے جائیں باہر یا پھر alternate route سے لیجائیں۔ لیکن میں نے خدا کے فضل سے اپنے دور میں ایک بھی اس طریقے سے پرمٹ جاری نہیں کیا بلکہ اس کے اوپر سختی کی۔ آج یہ ہے کہ open آپ جائیں اِدھر سے دالبندین روڈ پر جائیں آپ کو ایک نہیں دس ٹرک، بیس ٹرک، پچاس ٹرک ملیں گے۔ بکرا پڑی آپ چلے جائیں لوگ ادھر شہر میں کم لے آرہے ہیں وہ ٹرکوں میں لوڈ ہو کر کے سیدھا بارڈر ایریا میں جارہے ہیں۔ یہی حالت چمن کی ہے' چمن رُوٹ پر اگر آپ چلے جائیں آپ کو بیل ہی بیل اور دُنبے ہی دُنبے نظر آئیں گے کہ کسی نہ کسی طریقے وہ جو سمگلنگ کرتے ہیں وہ بارڈر کی اجازت لے لیتے ہیں بارڈر تک پہنچانے کی یا چمن تک یا دالبندین تک پہنچانے کی۔ اُسکے بعد پھر اُنکے اپنے links ہوتے ہیں یا alternate routs پر وہ لوگ لیجاتے ہیں۔ میں اکتوبر میں ژوب گیا تھا کچھ دوست ساتھ تھے جو دُنبہ ہم نے خریدا تھا پانچ ہزار میں' پھر فروری میں اُدھر گیا اُسی سائز کا دُنبہ

اسی پڑی سے ہم لوگوں نے دس ہزار میں خریدا۔یعنی کہ price ایک دَم ڈبل ہوگئی۔آج حالت یہ ہوگئی ہے کہ لوگوں کو اس prices کا جو incentive مل گیا ہے جو مالدار ہیں وہ نر اور مادہ دونوں بیچ رہے ہیں اصل اسکی جو ایک زمانے میں قحط آیا تھا سو روپے سے دوسو ڈھائی سو پر پہنچ گیا تھا۔وہ پوزیشن اس کی پہنچ گئی ہے کہ اسوقت مالداروں کو اتنا incentive ملا ہوا ہے کہ وہ سب کچھ بیچ رہے ہیں۔یہ نہیں دیکھ رہے کہ کل ہمارے ساتھ کیا ہوگا۔کسی کے ساتھ ایک مرغی تھی روزانہ سونے کا انڈا دیتی تھی تو اس نے اس کو ذبح کر دیا بھئی پتہ نہیں کہ اس کے پیٹ میں کتنے انڈے ہونگے۔آج مالدار اس جگہ تک پہنچ گئے کہ بابا آج مل رہا ہے جو کچھ ہے یہ بیچ دو۔میں تو یہ کہتا ہوں کہ یہاں جانور ناپید ہو جائینگے۔حکومت کو اس سلسلے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے اس میں زیادہ تر وفاقی گورنمنٹ کا ہے۔کیونکہ میں نے دیکھا ہے میرا اپنا ایک رشتہ دار ہے اس کو دس ہزار جانوروں کی اجازت ملی تھی۔اس نے بتایا کہ تین ہزار روپے بڑے جانور پر مجھے دینا پڑتا ہے اور ایک ہزار روپے چھوٹے جانور پر تا کہ مجھے پرمٹ ملے۔پھر جب وفاقی گورنمنٹ آپ کو پرمٹ دیدیتی ہے تو Then you have no blockage کوئی ایجنسی آپ کو block نہیں کرسکتی۔پراونشل گورنمنٹ نے کوئی پرمٹ نہیں دی ہے لیکن پروانشل گورنمنٹ کے ساتھ یہ negligence ہو رہی ہے کہ وہ بارڈر تک تو یہ پہنچا دیتی ہے وہ خوراک کے آئیٹم کے لئے جیسے اونٹ پہلے جاتے تھے خاران یا دالبندین کہ وہاں تک ان کی بہت ضرورت ہے وہاں وہ لوگ سمگل کر کے ایران لیجاتے تھے پھر عرب۔آج بقایا جانوروں کے ساتھ بھی یہ ہو رہا ہے اگر اس سمگلنگ کو یا اس قانونی ایکسپورٹ جو انہوں نے بنا کر کے دیا' DAWN میں آپ نے بھی پڑھا ہوگا کہ وہ ship کوٹرکوں سے overload کر رہے ہیں۔اس تعداد سے اگر سمگلنگ ہو رہی ہے پہلے سے ادھر لائیوسٹاک کی تعداد آپ دیکھ لیں ہمسایہ ممالک کو تو سمگلنگ پہلے بھی ہوتی تھی افغانستان ہوتی تھی ایران ہوتی تھی لیکن آج جس پیمانے پر اس کا لیگل ایکسپورٹ ہو رہا ہے اور پھر جس پیمانے پر یہ سمگلنگ پہنچ گئی ہے اگر اسی طرح جاری رہی تو میں سمجھتا ہوں کہ تین چار مہینے میں گوشت کی قیمت ہزار روپے پر پہنچ جائیگی لیکن ایسا وقت آئیگا کہ یہ گوشت ادھر ہوگا ہی نہیں۔کیونکہ ہمارے علاقے میں ہم نے دیکھا ہے۔مالدار جوان کے ریوڑ کی بکری یا دُنبی وہ بھی بیچ رہے ہیں کہ بابا چلو price ملتی ہے میں کوئی اور کاروبار کرلونگا ٹرک خریدلونگا یا دوسرا کرلونگا۔اس طریقے سے وہ پیداوار بھی اس کی ختم ہو جائیگی۔میری request اس کے اوپر یہ ہے کہ اگر یہ ایوان تمام ممبران نے بھی جس کے ساتھ میری بات ہوئی ہے ادھر انہوں نے کہا کہ واقعی خطرناک situation ہے اگر اس کو کسی بھی طرح کنٹرول نہ کیا گیا تو یہ اُس جگہ تک آجائیگی' آج بھی اس جگہ تک پہنچی ہوئی ہے اور کنٹرول سے باہر ہے۔اور شاید یہ سمگلنگ تین چار مہینے

تک اگر کنٹرول نہ ہوئی تو پھر سب ختم ہو جائینگے۔That's all sir

جناب سپیکر: جی نسرین صاحبہ! ایک منٹ' آپ گورنمنٹ کے behalf پر بات کرنا چاہتی ہیں گورنمنٹ کا respond کون دیگا؟ ایک منٹ محترمہ! پہلے گورنمنٹ کا Livestock Minister is not arround, the Home Minister is not arround and the Law Minister is not arround. حکومت کا موقف کوئی پیش کریگا؟ جی سردار اسلم صاحب! آپ ذرا اس پر گورنمنٹ کا موقف پیش کریں۔

سردار محمد اسلم بزنجو (وزیر آبپاشی و برقیات): سر! میں گورنمنٹ کا تو موقف پیش نہیں کرتا اسوقت جو situation ہے جو جعفر مندوخیل صاحب نے۔۔۔(مداخلت)

جناب سپیکر: تو یہاں گورنمنٹ کو کون defend کریگا؟

وزیر آبپاشی و برقیات: سر! میں آپ کو کچھ عرض کروں اس جانب میں آتا ہوں۔ جعفر مندوخیل صاحب نے جو تحریک التوا پیش کی واقعی جو اُنہوں نے بتایا اور یہ ہمیں بھی نظر آرہا ہے' بلکہ پوری قوم کو واقعی حالات ایسے ہو جائینگے کل ہزار روپے کیا پندرہ سو دو ہزار روپے میں بھی ایک کلو گوشت نہیں ملے گا۔ اور جس طرح لیجا رہے ہیں۔ جہاں تک صوبائی گورنمنٹ کی بات ہے۔ ابھی یہ کہاں جا رہے ہیں یہ تو صاف نظر آرہا ہے زیادہ تر ایران یا افغانستان جا رہے ہیں۔ بارڈر پر ہماری ایجنسی ہماری ایف سی والے سب ادھر بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہاں سے ایک چیز بغیر ان کی اجازت سے نہ اِس طرف آسکتی ہے نہ اُس طرف جاسکتی ہے۔ ابھی یہ مال مویشی جو گاڑیوں میں اُونٹوں کی شکل میں' بیلوں کی شکل میں' بکریوں کی شکل میں لوڈ ہو کر جاتے ہیں ایسے تو فی سبیل اللہ نہیں جاتے ہیں کوئی ان کو اس طرف پار کر لیتا ہے۔ یہ وفاقی حکومت کا کام ہے۔ جہاں تک صوبائی حکومت کی بات ہے چونکہ آج وزیر اعلیٰ صاحب اور ہمارے وزیر نہیں ہیں' میں یہ بات ان سے کہہ دونگا کہ ہم وفاقی حکومت کو سختی سے لکھیں کہ وہ بارڈر پر جو اسکی ذمہ داری ہے وہ اس کی سمگلنگ کو روکے۔ ورنہ یہ حالت انتہائی تشویشناک حد تک جائیگی۔

جناب سپیکر: تو گورنمنٹ تک آپ concerned محکمہ وزیر اعلیٰ تک آپ پہنچائیں۔

وزیر آبپاشی و برقیات: سر! میں نے یہی بولا تھا کہ میں اپنی گورنمنٹ کو اپنی صوبائی گورنمنٹ کے حوالے سے۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر آبپاشی و برقیات: میں اُن کو آج اسمبلی کی جو جعفر خان کی تحریک التوا ہے اسکے حوالے سے تاکہ وہ مرکزی

حکومت کو سختی سے لکھیں کہ بھئی بارڈر پر جو آپ کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں آپ مہربانی کرکے انہیں سختی سے کہہ دیں کہ جو اسمگلنگ ہورہی ہے مال مویشیوں کی اس کو روکیں۔ ابھی ہمارے ڈسٹرکٹ میں جو ڈپٹی کمشنر آیا ہے وہ کم از کم یہ کریں کہ ایک ڈسٹرکٹ سے دوسرے ڈسٹرکٹ کو مال مویشی پر دفعہ 144 لگا دیں ان کو نہیں چھوڑیں میں یہ بات حکام بالا تک پہنچاؤنگا۔

جناب سپیکر: محترمہ نسرین صاحبہ! آپ بات کرنا چاہتی ہیں، تو پھر میں اس پر کوئی رولنگ دوں۔

محترمہ نسرین رحمٰن کھیتران (وزیر): تھینک یو جناب سپیکر! پچھلے سیشن میں بھی اسی قسم کی ایک تحریک آئی تھی۔ تو اس پر بھی بہت سارے لوگوں نے مویشیوں کی سمگلنگ کے حوالے سے بات کی تھی۔ تو میرا خیال ہے کہ رولنگ بھی دی تھی آپ نے وزیراعلیٰ صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نہیں سمجھتی کہ اگر ہم بار بار یہ تحریکیں لے آئیں لیکن پھر وہی پرانی بات ہوگی کہ implementation نہیں ہورہی ہے۔

جناب سپیکر: تو implementation گورنمنٹ نے کرنی ہے You are a part of Government. آپ اس کو cabinet میں کہیں۔

محترمہ نسرین رحمٰن کھیتران (وزیر): cabinet میں بھی یہی بات اُٹھائی جاتی ہے۔ لیکن کیا ہم اتنے کمزور ہیں کہ ہماری آنے والی نسلیں ہمیں بددعائیں دیں گی کہ ہمارے لئے انہوں نے کیا کیا ہے؟ اگر یہ جانوروں کی سمگلنگ نہیں روک سکتے تھے تو کس لئے ادھر بیٹھے تھے۔ دوسرا یہ کہ ہمارے علاقے میں جہاں پنجاب ہے، سندھ ہے یا نصیر آباد کے علاقے سے بڑی تعداد میں مویشی لاتے ہیں اور یہاں سے لیکر جاتے ہیں۔ تو ایف سی یا جو بھی چیک پوسٹس ہیں وہاں سے وہ کیوں ان کو نکلنے دیتی ہیں؟ جیسے جعفر صاحب نے کہا کہ وہ ہزار روپے چھوٹے مویشی پر اور تین ہزار روپے بڑے مویشی پر لے رہے ہیں۔ جب اتنی information ہے اور اتنی آپ کے پاس ساری چیزیں موجود ہیں لیکن اُس کا کوئی نہ کوئی۔۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! جعفر صاحب یہی کہہ رہے ہیں کہ اس کو پرمٹ گورنمنٹ دیتی ہے۔ تو جب پرمٹ اجازت ہوگی تو ایف سی اس میں کہاں سے آجائیگی۔

محترمہ نسرین رحمٰن کھیتران (وزیر): تو سب ایوان ملکر ایک تحریک لے آئیں۔

جناب سپیکر: اصل بات یہ ہے کہ پرمٹ کے جو معاملات ہیں ان کو درست کیا جائے اس پر چیک رکھا جائے۔

محترمہ نسرین رحمٰن کھیتران (وزیر): آپ رولنگ یہ تو بھی دے سکتے ہیں کہ I am not مطلب میں آپ سے صرف request کرسکتی ہوں کہ پرمٹ روک دی جائے بلکہ اس کو ختم کردیا جائے کیوں انہوں نے

مطلب استعمال کس لئے کر رہے ہیں کیوں ان کو دیتے ہیں کس لئے اجازت نامے دیتے ہیں کہ وہ ہمارے پاکستان سے سارے مویشی باہر اسمگل کر دیتے ہیں۔ چاہے ایران میں کریں یا افغانستان میں۔ تھینک یو۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی۔ جی منسٹر پی ایچ ای مولانا عبدالباری صاحب!

مولانا سیّد عبدالباری آغا (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): جناب سپیکر! محرک جو تحریک لائے ہیں یہ بڑی اہمیت کی حامل ہے اور میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اسکو بحث کے لیے منظور کیا۔

جناب سپیکر: ابھی بحث کے لیے منظور نہیں ہوئی ہے گورنمنٹ کا کوئی موقف proper طریقے سے ابھی سینئر منسٹر آ گئے ہیں اُن سے پوچھ لیتے ہیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: اور سردار صاحب نے کوئی تجویز دی ہے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب نے کہا ہے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جی ہاں ہم بھی تجویز دیں گے اگر آپ کو پسند آئی منظور کریں نہیں تو پھر۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! مال مویشی کا کافی عرصے سے ہم سن رہے ہیں کہ جا رہے ہیں اور جب بھی ہم پشین کچلاک کے راستے سے جاتے ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ جانوروں سے بھرے کافی ٹرک جا رہے ہوتے ہیں جن میں گائے' بھینس' دُنبے اور بکریاں ہیں وہ بیچارے جانور ہماری طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں اور ہم اُن کی طرف۔ وہ ہماری طرف اس وجہ سے دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ ہمارے اوپر کیا ظلم ہے کہ جو اصل جس مٹی اور جس قوم اور جن عوام کے لیے ہمیں پالا گیا ہے ابھی پرمٹ بنا کر کے ان کو ہم بیچ رہے ہیں اور پرمٹ وہ لعنت ہے راہداری سسٹم وہ سسٹم ہے جس کی وجہ سے آپکا سارا پارلیمانی اور جمہوری سسٹم بدنام ہوگا اسوقت پورے ملک اور پوری دنیا میں بدنام ہے اور ملک کا خزانہ خالی ہے۔ ہر ایک پریشان ہے ورلڈ بینک ایشین بینک پیچھے ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پرانے دور میں' جناب سپیکر! آپ ہمارے سینئر بھی ہیں اور درمیان میں جو وقفے کے دور پر آئے تھے اس سے پہلے مطلب وہ سب کی میں یہ سفارش کروں گا اور یہ request کروں گا کہ ایران سے جو سمگلنگ ہو رہی ہے یا سبی کا جو میلہ ہوتا ہے اُدھر سے مال مویشی لے جاتے ہیں۔ نصیر آباد کے دورے پر میں گیا سبی کے دورے پر' ہر روڈ پر ٹرک والے کھڑے ہاتھ میں پرمٹ لئے پولیس ملیشیا کو دکھا رہے تھے۔ تو جناب سپیکر! یہ صرف پولیس کی ڈیوٹی نہیں ہے ملیشیا کی ڈیوٹی نہیں ہے' اس کی بھی ڈیوٹی ہے وہ بھی تھوڑا پیسے مراعات دیتے ہیں' پیسے لیتے ہیں' دیتے ہیں۔ وہ تو اپنی جگہ پر ظاہر ہے عدالتیں ہیں وہ اس پر کارروائی کریں۔ تو مسئلہ یہ ہے یہ جو

پرمٹ پہلے سے یا آج سے جدھر سے ہوئی ہیں چاہے وزارت داخلہ اسلام آباد سے یا ادھر سے سیکرٹری داخلہ سے۔ایک تو ہمارے بلوچستان کا سیکرٹری داخلہ اتنا ناواقف ہے اُس دن میں نے حکومت کی طرف سے ایک پارٹی کے ذمہ دار کی حیثیت سے اپنے کوارٹر کے حوالے سے ایک بیان دیا تھا دوسرے دن سیکرٹری داخلہ صاحب جوصوبے کے اندورنی حالات سے اتنا نابلد ہیں کہ بلیک واٹر کا کوئی وجود ہے ہی نہیں' تو جمعہ کے دن میں نے ایک ذمہ دار کو بتایا کہ بلیک واٹر والے آپ کے کوئٹہ میں رکشے اورتانگے چلا رہے ہیں آپ اور بلوچوں کو پنجابیوں کے ساتھ لڑا رہے ہیں۔ پورا ملک حالت جنگ میں ہے۔تو سیکرٹری داخلہ کو یہ بتا دیں کہ آپ اپنی اصل ڈیوٹی پر آجائیں ہمارے سیاسی لوگوں کے بیانات کی تردید یہ آپ کا کام نہیں ہے۔سیکرٹری داخلہ کو یہ بتا دیں کہ تمہارا مال مویشی اُدھر جارہے ہیں وہ لوگ پورا مہمان بُلا کر کے نیٹو جو افغانستان اسوقت بھرا ہوا ہے۔اور ہمارے پرانے دوستوں کی وجہ سے ان کی جو مہربانی ہے ان کی جومنظوری ہے نیٹو کے ساتھ امریکہ کے ساتھ ان کا جو اتحاد ہے اور ہمارے ائیر پورٹس، ہمارے سورس، ہماری فورس ہمارے مال مویشی ان کو مہمان نوازی میں دے رہے ہیں۔ ہمارے اپنے بلوچستان کے ائیر پورٹس اس میں استعمال ہورہے ہیں۔تو جناب سپیکر! ان سب چیزوں کا میں آپ کو ایک مشورہ دیتا ہوں table پر لے آئیں کہ کس نے پرمٹ لی ہے اور کس نے دی ہے اور کس ضرورت کی بنیاد پر دی ہے؟ ہمارے یہاں کوئٹہ میں قصاب کے پاس جائیں آپ کو دُنبے اور بکرے کا صحیح گوشت نہیں ملتا ہوٹل سے آپ کڑاہی منگوائیں جناب سپیکر! آپ سارے ہوٹلوں کو ٹیسٹ کریں کہ کتنا اچھا گوشت پڑا ہوا ہے۔ آپ اپنے علاقہ میں جائیں۔لسبیلہ میں میں نے دیکھا ہے آپ کے علاقے میں بکرے کا صحیح گوشت ملتا ہے ہر چیز original ملتی ہے اور کوئٹہ میں mix۔کیونکہ اصل مال اُدھر جارہا ہے۔ہمارے اور آپ کے جو مہمان ہیں ہم نے وہ لاکر کے ادھر رکھے ہیں تو وہ ظاہر ہے کہ ہمارے مال مویشی ختم ہونگے۔جانور ہم کو دیکھ رہے ہیں کہ ہم تو جارہے ہیں ادھر پھر نمبر آپ کا ہے۔تو ظاہر ہے ہم اور آپ بھی انتظار کریں اپنے نمبر کا۔مال مویشی تو ہمارے چلے گئے ہم بھی شاید جائیں اُن کا ہدف اور نشانہ بنیں۔جناب سپیکر! بہت بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: جعفر صاحب! ایک منٹ۔سینئر منسٹر صاحب! تحریک التوا جعفر خان صاحب کی ہے کہ مال مویشیوں کی سمگلنگ ہورہی ہے وفاقی گورنمنٹ لائسنس دیتی ہے اور بغیر کسی چیک کے یہ سمگلنگ ہورہی ہے۔جس سے یہاں مقامی آبادی کیلئے مقامی مارکیٹ میں مہنگائی ہورہی ہے اور لوگوں کو صحیح گوشت نہیں ملتا اگر ملتا بھی ہے تو مہنگا ہے۔ظاہر ہے اگر پرمٹ کے تحت جارہے ہیں تو law enforcement agencies اُنہیں روک نہیں سکتیں تو لہٰذا آپ اسکے لیے وزیراعلیٰ صاحب سے بات کریں provincial level پر جو

اقدامات ہوں یا فیڈرل سے related matter ہوں اُن کو آپ دیکھیں تا کہ بلوچستان کے عوام کے ساتھ کوئی نا انصافی نہ ہو۔ اور یہ جو بے دریغ سمگلنگ ہو رہی ہے اس پر قابو پایا جا سکے۔ اور اس رولنگ کے ساتھ۔۔۔۔۔۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا چلوں کہ رولنگ سے پہلے ایک بار آپ ہاؤس کی رائے لے لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر تمام ہاؤس کی رائے آجائے اُس سے ہر ایریا کی معلومات بھی آجائیں گی۔

جناب سپیکر: رائے تو تب آئے گی جب۔۔۔۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: آپ اسکو منظور کر کے لوگوں کو ہاؤس کو موقع دیں کہ اس کے اُوپر تقریر کریں ویسے بھی کوئی اور بزنس نہیں ہے۔ تو وہ اس کے اوپر اپنے مختصر خیالات کا اظہار کر لیں۔ پھر اس پر ہم مشورہ کرتے ہیں کہ اسے قرارداد کی شکل میں منظور کر کے بھجوا دیتے ہیں کیونکہ پراونشل۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جعفر صاحب بالکل بجا کہہ رہے ہیں لیکن اگر آپ insist کر رہے ہیں کہ اسکو دو گھنٹے بحث کے لیے منظور کیا جائے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: تو منظور کیا جائے۔ تمام ممبران صاحبان بھی آپ کے گورنمنٹ منسٹرز ہیں وہ بھی بولے ہیں اُن کا بھی سوچ اور view یہی ہے۔

جناب سپیکر: سینئر منسٹر صاحب! ذرا آپ please اگر اس پر بتا دیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: میرے خیال میں بحث کے لیے منظور کر کے دو گھنٹہ بحث کر لیں ایک گھنٹہ بحث کر لیں اسکے بعد اس کا کوئی مشورہ کریں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب سپیکر! میرے خیال میں یہ تحریک التوا براہ راست عوام سے تعلق رکھتی ہے جیسے آپ نے فرمایا کہ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے تا کہ ہاؤس کی طرف سے معلوم ہو جائے کہ یہ پرمٹ کے طور پر جا رہے ہیں یا ویسے لوگ سمگلنگ کر رہے ہیں کیا طریقہ کار ہے؟ اگر مرکز ان کی پرمٹ دیتا ہے تو بھی قرارداد لانا پڑے گی کیونکہ صوبائی حکومت کے توسط سے مرکز سے سفارش کرنی پڑتی ہے کہ پرمٹ نہ دی جائے کیونکہ آپ جب مال مویشی سمگلنگ کرتے ہیں، تو اپنے لوگوں کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ پانچ سو روپے کلو گوشت جب یہاں ملتا ہے اور وہ بھی اس طرح گوشت ہے جناب سپیکر! کبھی کبھار ہم اپنے گھر میں جب گوشت لاتے ہیں تو وہ گوشت بھی کھانے کے قابل نہیں ہوتا اور غریب کے بس سے تو بالکل نکل گیا ہے اور غریب جو تنخواہ دار ہیں وہ تو

گوشت کا کھانا تصور بھی نہیں کر سکتے پانچ سو روپے فی کلو وہ نہیں لا سکتے ہیں۔تو میں سمجھتا ہوں کہ تمام اراکین اس پر اپنی معلومات بھی جمع کر کے اور میری رائے یہ ہے محرک سے کہ یہ اگر ہاؤس کو منظور ہو تو ہم ایک قرارداد پاس کر کے اور مرکزی حکومت سے مطالبہ کر کے اگر سمگلنگ جاری ہے تو بھی مرکزی جو کسٹم والے ہیں جو ایف سی والے ہیں جو وہاں کے بارڈر پر روکنے والے ہیں وہ روک دیں۔اگر پرمٹ دی جاتی ہے تو پرمٹ کو روک دیں تا کہ ہم اپنے عوام کو کچھ دے سکیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی۔ جو اس کی دو گھنٹے کے بحث کے حق میں ہیں They may please raise their hands. اپنا ہاتھ اُٹھا لیں۔تحریک التوا پر کل کے اجلاس میں دو گھنٹے کی بحث ہوگی۔ جی منسٹر پی ایچ ای!

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! یہ جو کل پوائنٹ آف آرڈر پر بحث ہوئی ہے تحریک پر۔آپ ہوم منسٹری کو پابند کریں وزارت داخلہ دفعہ 144 ہے ایف سی ہے یا پولیس والے ہیں جو اُدھر سے جو پرمٹ جو راہداری issue ہو رہی ہے اِدھر سے سمگلنگ ہو رہی ہے' مطلب ان مال مویشیوں کو اتنا ظلم کا نشانہ ہم نے بنایا ہے اُدھر پیسے کما رہے ہیں۔یہ سارے table کریں۔کل یہ چیزیں ہوم منسٹری سے کروائیں۔

جناب سپیکر: سیکرٹری اسمبلی ensure کریں کہ کل لائیو اسٹاک ڈیپارٹمنٹ کا کوئی representative اور ہوم ڈیپارٹمنٹ کا representative 'جب دو گھنٹے کی بحث ہو تو اسمبلی کی آفیشل گیلریز میں موجود ہوں۔جی حبیب محمد حسنی صاحب!

میر حبیب الرحمٰن محمد حسنی (وزیر واسا و QGWSP): جناب سپیکر! میں بجلی کے حوالے سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں' ہمارے علاقوں میں جتنا۔

جناب سپیکر: کس کے بارے میں؟

وزیر واسا و QGWSP: بجلی کے حوالے سے۔

جناب سپیکر: جی بتائیں۔

وزیر واسا و QGWSP: بجلی کے حوالے سے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔اس سے لوگ کافی پریشان ہیں۔ وہاں پورے علاقے میں ہڑتال ہے' دو دن پہلے بھی خاران، واشک، نوشکی، خضدار مختلف علاقوں میں ہڑتال تھی۔ پرسوں بھی سردار اسلم صاحب نے اس حوالے سے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی تھی کہ اٹھارہ' اٹھارہ گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے۔کل مجھے پتہ چلا ہے کہ 23 گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ کی گئی ہے۔تو ایک گھنٹہ بجلی دینا میں

سمجھتا ہوں کہ یہ عوام کے ساتھ مذاق ہے' اس کو یا تو بند کردیں تاکہ لوگوں کو تسلی ہو کہ بجلی ہی نہیں ہے' ہر سال لوگوں کی فصلوں کی تیاری کے دنوں میں بجلی بند کردی جاتی ہے لوگوں کے اربوں کا نقصان ہورہا ہے اور واپڈا والے جان بوجھ کے کرتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ بجلی نہیں ہے کبھی کہتے ہیں کہ کوئی تار خراب ہے۔ اور اس حوالے سے پورے بلوچستان میں ہڑتال ہے کوئی سنتا نہیں ہے۔ آپ مہربانی کرکے واپڈا والوں کو بلائیں اور اُن سے بات کریں کہ مسئلہ کیا ہے۔ شکریہ جی۔

جناب سپیکر: جی جعفر صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سپیکر! حبیب صاحب نے جو point raise کیا ہے واقعی اسوقت سارے بلوچستان کا focus اسی کے اوپر ہے۔ آج کوئٹہ شہر میں ہڑتال ہے آپ کی شاہراہیں بند ہیں' کل اور پرسوں شاہراہیں بند تھیں روزانہ اس کے اوپر ہڑتال ہے۔ اُس دن زمینداروں کا جلوس تھا اِدھر اسمبلی آیا تھا پھر چیف منسٹر صاحب نے بڑے اچھے طریقے سے اُن کو سمجھایا اور ہم سب کے سامنے واپڈا والوں سے بات کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے زمینداروں سے زیادہ غصہ ہے اس بات پر کہ سب میرے صوبے کے زمیندار ہیں۔ یہی حالت ہمارے علاقے کی بھی ہے۔ اسوقت حقیقت میں ہم کو ژوب شہر میں' ہم عوامی نمائندے جو ہیں ہمارا جانا ذرا مشکل ہوگیا ہے۔ لوگ ہم سے ناراض ہیں کہ بابا حکومت میں آپ ہیں۔ ہماری اپنی personal concerned اسمیں کوئی بھی نہیں ہے ایک نظام کے تحت وہ بجلی آتی ہے اور جس کی maximum لوڈشیڈنگ بلوچستان کا rural area جو بن رہا ہے اس میں دو points ہیں۔ ایک وہ عناصر جو تخریب کاری کرکے پول اُڑاتے ہیں جس کی وجہ سے ہفتوں ہفتوں بجلی بند رہتی ہے۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ ایک واپڈا کی اپنی ترسیل کم ہے۔ ان دونوں چیزوں کا' ابھی ژوب میں تخریب کاری کی وجہ سے بجلی کی لوڈشیڈنگ کم ہوتی ہے کیونکہ ہماری alternate source via لورالائی ہے۔ اُس سے بجلی آسکتی ہے۔ ابھی لورالائی میں بھی بجلی کا یہی حال ہے اگر وہ لورالائی لائن میں بجلی' 124 کے وی کی لائن ہے اس میں بجلی چھوڑ دیں اس ایریا کی کم ازکم وہ ضروریات پوری کرسکتی ہے۔ ~~ژوب، لور~~الائی، موسیٰ خیل، قلعہ سیف اللہ اِن کی۔ ایک تو یہ حکومت کی اُسمیں نا اہلی ہے کہ انہوں نے لوڈشیڈنگ کی جو سارے ملک میں ہے ہم سمجھتے ہیں۔ لیکن زیادہ ٹارگٹ بلوچستان ہے جس میں سولہ سولہ' اٹھارہ اٹھارہ' بائیس بائیس گھنٹے لوڈشیڈنگ' اُس سے آپ اندازہ لگالیں کہ اگر گھر میں کسی کا کنواں ہو وہ پانی نکالیں تو پانی نکالنے کا ٹائم نہیں ملتا۔ زمیندار کو تو اپنے ٹیوب ویل چلاکر کے تالاب بھرنے کے لئے کم ازکم آٹھ گھنٹے چاہیے ہوتے ہیں۔ ایک یہ ہم لوگوں کی ذمہ داری ہے ہماری صوبائی

حکومت کی ہے کیونکہ We are part of that government.I am a part of this government and this government is part of federal government . ہم سب اُدھر ی اسلام آباد میں ایک ہیں۔تو ہم لوگوں کو یہ چاہیے کہ اسلام آباد کو اس چیز کے لیے مجبور کریں کہ وہ بلوچستان کا' جیسے پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے اس کے اوپر ایک سخت اسٹینڈ لیا۔ میں سمجھتا ہوں وہاں پہلے سے حالت کچھ بہتر ہو گئی ہے ختم تو نہیں ہوئی۔ یہاں بھی حالت اگر ہم بہتری کی بات کریں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمیں 24 گھنٹے بجلی دیں۔ ہم کہتے ہیں کہ بیشک 8 گھنٹے ہوں 10 گھنٹے ہوں لیکن continuous supply دے دیں تا کہ زمینداروں کا مسئلہ تو حل ہو جائے۔ ابھی کوئٹہ میں آپ کا سیب (طورکولو) اس بار نہیں ہوا صرف پانی کی shortage کی وجہ سے۔ جو مجھے زمینداروں نے حال بتایا ہے۔ بلوچستان کی سب سے بڑی زرعی آمدنی ہی اسی سیب سے ہے۔ اور سیب میں جو سب سے زیادہ کاشت ہوتا ہے یا product نکلتی ہے وہ (طورکولو) ہے تو یہی حال ہے۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ جو تخریب کاری کر رہے ہیں۔ اگر آپ لوگ بلوچستان کے لیے یہ کہتے ہیں کہ ہم حقوق بلوچستان کے لیے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستانیوں کو تو سب سے بڑا نقصان ان چیزوں سے اس تخریب کاری سے ہو رہا ہے۔ جس کے ساتھ آپ نے لڑنا ہے وہ سامنے بیٹھے ہیں جا کر کے ان سے لڑیں غریب زمیندار کے ساتھ کیا کام ہے جس کی اگر فصل اس سال نہیں ہوئی اگلے سال بھی نہیں ہو گی کیونکہ بیج کے لیے ان کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کی خدمت ہے جو وہ لوگ کر رہے ہیں یا بلوچستان کی واقعی جو وہ ایک struggle انہوں نے شروع کی ہے اُس کے اُوپر میں بات نہیں کروں گا' ہر ایک کی اپنی تحریک اور اپنی ترتیب ہوتی ہے۔ لیکن اتنا میں ضرور کہوں گا کہ ان کے اس اقدام سے صوبہ بلوچستان کی زراعت تباہ ہو رہی ہے۔ اور آپ کے صوبے میں اسوقت مال مویشی کا ذکر تو پہلے آ گیا ہے وہ تو ویسے ہی ناپید ہو گئے ہیں ایران جا رہے ہیں سال دو سال میں کچھ بھی نہیں رہیگا۔ اور لوگوں کی آمدن کا سب سے بڑا ذریعہ زراعت ہے چاہے وہ اس کے اوپر گندم کاشت کریں' چاہے اس کے اوپر باغات ہیں وہ بجلی کی کمی کی وجہ سے تباہ ہو گئی ہے۔ لہٰذا یہ اسمبلی میں سمجھتا ہوں اُن لوگوں کا بھی نام لے جنہوں نے اس اقدام کی وجہ سے۔ Plus provincial government and federal government ensure کر لیں کہ lines کو جدھر سے یہ آ رہی ہیں گدو سے آ رہی ہیں' دوسری جگہ سے maximum protection دیں۔ چونکہ اتنی لمبی لائن کا اُسمیں lapses تو آ جاتے ہیں۔ میں خود ہوم منسٹر رہا ہوں۔ اور آج بھی ان تمام چیزوں میں شریک ہوں جو ہو رہی ہیں۔ ان میں lapses رہ جاتے ہیں لیکن میں

سمجھتا ہوں کہ یہ پراونشل گورنمنٹ اور فیڈرل گورنمنٹ دونوں کو maximum جو سیکورٹی کا رُخ ہے وہ ان فائلوں کی طرف دے دینا چاہیے تھا تاکہ یہاں بجلی پہنچ سکے۔صرف واپڈا کو یہاں ہم لوگ اگر قرار دے دیں کہ بھئی چیف انجینئر اسکے پاس بجلی نہیں ہوگی تو وہ کدھر سے ترسیل دے گا۔تو سپلائی لائن کی طرف بھی ہم لوگوں کوتوجہ دینی چاہیے تو یہ ہماری حالت ہے۔ژوب کی تو حالت ایسی ہوگئی ہے کہ وہاں اکیس اکیس بائیس بائیس گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے۔قسم سے اتنے لوگ مجھ سے ناراض ہورہے ہیں حالانکہ میرا اسمیں کیا قصور ہے نہ میں بجلی پیدا کرنے والا ہوں نہ بجلی لانے والا ہوں نہ بجلی سپلائی کرنے والا ہوں۔اور اسی طرح تمام ممبران کے اپنے حلقوں میں لوگوں کو آپ اُن سے گلے شکوے شروع ہیں کیونکہ آخر میں جب تنگ آجاتے ہیں پھر سب کو وہ گالیاں دیتے ہیں۔آج وہ روڈوں پر نکلے ہوئے ہیں شہر بند کیا ہوا ہے ہڑتالیں ہیں۔کل وہ لوگ ہمارے خلاف نکلیں گے۔Thank you very much

Mr . Speaker: Thank you very much .

مولانا صاحب! اس پر میں ایک گزارش کرلوں جو مجھے انفارمیشن ہے۔ابھی انرجی کانفرنس ہوئی تھی تمام چیف منسٹرز کی پرائم منسٹر کے ہاں' وزیراعلیٰ بلوچستان نے اس مسئلے کو وہاں بھی اُٹھایا تھا فیڈرل واٹر اینڈ پاور منسٹر سے بھی بات کی تھی اور انہوں نے انہیں یقین دلایا تھا کہ چند دنوں میں' جو ٹاورز گرے ہیں اُن کی مرمت مکمل ہوگی۔تو وزیراعلیٰ صاحب نے اس بارے میں اسلام آباد میں بھی اس مسئلے کو اٹھایا۔پھر بھی سینئر منسٹر صاحب اس بارے میں مزید بتائیں گے۔جی۔۔۔(مداخلت) آپ بیٹھیں ٹھیک ہے' پھر میں سب کو باری باری فلور دونگا جو بات کرنا چاہیں۔جی سینئر منسٹر صاحب!

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): میں اسکے لئے ماحول بنانے کی کوشش کرونگا تاکہ لوگ اُٹھ جائیں۔جناب سپیکر! بلوچستان میں بجلی کا مسئلہ ہے۔لیکن آپ کی بات بجا ہے کہ پرائم منسٹر صاحب اور پرویز اشرف صاحب سے چیف منسٹرز کی مشترکہ میٹنگ ہوئی تھی اس میں ہم بھی تھے تین چار دن بجلی کے مسئلے اسکی کمی بیشی اور لوڈ شیڈنگ وغیرہ پر بحث ہورہی تھی۔جناب سپیکر! بلوچستان کا مسئلہ ان سے بالکل الگ تھلگ ہے۔اور اسمیں میں تمام ممبران سے اور ہمارے جو اِدھر بیٹھے ہوئے لوگ ہیں ہم نے اس پر مشترکہ طور پر غور کرنا ہے نہ ہم نے یہ سوچنا ہے کہ کوئی جواب دینے کی کوشش کرلیتا ہے کہ میں حکومت میں ہوں نہ کوئی یہ سوچتا ہے کیونکہ یہ سارے حلقوں میں سارے بلوچستان کا ایک اس طرح مسئلہ ہے کہ چاہے اپوزیشن میں ہو چاہے حکومت میں ہو چاہے بہت بڑے منسٹر یا کوئی چھوٹا محکمہ ہو وہ سب اس سے متاثر ہیں۔اور سب کے حلقے اِس سے متاثر ہیں اور سارے

بلوچستان اس سے متاثر ہیں۔ تو جناب سپیکر! اس معاملے میں ہم نے بار بار جیسے کہ جعفر خان نے کہا کہ واپڈا والوں کو بلائیں یا کسی اور دوست نے کہا کہ واپڈا والوں کو۔ تو واپڈا والوں کو بلانے سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: اگر اراکین اسمبلی سینئر منسٹر کو توجہ سے سنیں .I will be gratefull

سینئر وزیر: تو جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ یہاں جب آپریشن شروع ہوا ہمارے دوستوں نے مرکزی حکومت نے ہمارے اداروں نے یہ آپریشن شروع کروایا۔ تو اسکے لئے بہانہ یہ بنایا کہ ہم قومی تنصیبات کے تحفظ کے لئے یہ آپریشن کروانا چاہتے ہیں۔ نہ ہم عوام پر آپریشن کروائیں گے نہ کچھ صرف قومی تنصیبات کے تحفظ کیلئے۔ لیکن جناب سپیکر! اگر اسوقت سے آج تک جائزہ لیا جائے تو قومی تنصیبات کا تحفظ اسوقت ختم ہو گیا جب انہوں نے اس نام سے آپریشن شروع کروایا تو اس وقت سے ہماری قومی تنصیبات کی تباہی شروع ہوگئی۔ اور آپریشن اس خوشنما نعرے پر شروع کروایا تا کہ تمام لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائیں کہ ہم آپ کے حقوق کا تحفظ تو کرینگے کیونکہ جب آپ کی بجلی نہ ہو تو آپ کا باغ خشک ہو جائیگا جب آپ کی گیس نہ ہو تو آپ کا چولہا ٹھنڈا پڑ جائیگا جب آپکی تنصیبات سے تعلق رکھنے والی کوئی چیز اگر نہ ہو اگر آپ کی پورٹ نہ ہو تو آپ اپنے ساحل سے استفادہ نہیں کر سکتے۔ جناب سپیکر! اس بنیاد پر ہمارے صوبے میں آپریشن شروع کروایا۔ اب جناب سپیکر! اگر ہم میں ہمت ہے تو ہم ان لوگوں کو اس ہاؤس میں بلائیں کہ جب آپ لوگوں نے آپریشن شروع کروایا' اور بلوچستان میں جتنے رہنے والے ہیں انہوں نے اس آپریشن کو مسترد کر دیا کہ بلوچستان کی سرزمین پر یہ آپریشن تباہی کا سبب بنے گا۔ ہمارے بچوں اور ہماری خواتین پر بمباریاں ہونگیں اس سے بلوچستان کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ اس سے الٹا نقصان پہنچے گا۔ جناب سپیکر صاحب! اس حوالے سے میں کہتا ہوں کہ آپ ابھی جو موجودہ بحران ہے اگر ہم اس معاملہ کو سرسری لیں کہ واپڈا والے ذمہ دار ہیں لوگ خواہ مخواہ شور مچائیں گے اور ہم ادھر اسمبلی میں آ کے ان کے جواب دینے کی کوشش کرینگے تو یہ الگ بات ہے ورنہ اس دفعہ میری معلومات کے مطابق شاید دوسرے دوستوں کو بھی معلومات ہیں نہ کسی نے بم سے اُڑایا ہے۔ کوئی تین چار سو مجھے figire صحیح معلوم نہیں۔ یعنی اتنے کھمبوں کا انہوں نے کہا ہے کہ انکے نٹ بُلٹ انہوں نے کھول دیے ہیں۔ اب جناب سپیکر! مجھے بتائیں کہ تین سو نہیں تیس ہی سہی چالیس ہی سہی پچاس ہی سہی جب ان کے نٹ بولٹ کھولتے ہیں اور ان کی ساری چیزیں جب گرتی ہیں تو اس دوران ہماری law enforcement agencies وہ ڈیپارٹمنٹ اور وہ لوگ کدھر ہوتے ہیں جو ہماری قومی تنصیبات کا تحفظ کرتے ہیں۔ انہی تنصیبات کی بنیاد پر یہاں آپریشن شروع ہوا اور آج بلوچستان آگ میں جل رہا ہے۔ جناب سپیکر! تو میں سمجھتا ہوں یہ ایک اہم مسئلہ ہے اور اگر ہم نے بلوچستان کے

لوگوں کی خدمت کرنی ہے آغاز حقوق بلوچستان کیا چیز ہے۔ جب ہمیں پینے کے لئے بھی پانی نہیں ملتا۔لوگوں کے باغات سوکھ گئے۔سیب کے ایک درخت پر دس پندرہ سال محنت کر کے اس کو تیار کرنے کے لئے بیچارے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیتے ہیں۔اور یہ ان کا ذریعہ معاش ہے اگر ان لوگوں کو کچھ نہ مل جائے تو کیا یہ آغاز حقوق بلوچستان ہے یا سلب حقوق بلوچستان ہے؟ اور یہ سارے معاملات ہماری وجہ سے نہیں ہیں۔ہم اگر سو دفعہ کہیں کہ ہم ادھر حکومت میں ہیں یہ ہماری پراونشل گورنمنٹ کی وجہ سے ہوا ہے نہ یہ ہم سے کنٹرول ہوسکتا ہے۔ یہ ان شہنشاہوں اوران بہادروں سے کنٹرول ہوسکتا ہے کیونکہ کہ انہوں نے ہمارے تحفظ ہماری تنصیبات کے تحفظ کی بنیاد پر یہ بدنما عمل ادھر شروع کروایا ہے۔تو جناب سپیکر! ایک تو ہم نے اس معاملے پر سوچنا ہے اور نہ ہم ہر بات پر جذباتی ہوں کہ بھائی فلاں نے ایک بات کی اور جذباتیت کی بنیاد پر ورنہ ہماری ان لوگوں سے کیا بات چلتی ہے۔تو ہم یہ بات اگر ادھر نہ کہیں تو قوم ہمیں گریبان سے پکڑے گی کہ بھائی ہر بلوچستانی کا گھر اس سے متاثر ہے۔ ہر بچہ اس سے متاثر ہے اور پھر کوئی پارٹی وائز نہیں ہوتی۔ نہ کوئی اسوقت جمعیت کا ہوتا ہے اور نہ پیپلز پارٹی کا نہ کوئی اور پارٹی کا' جب کسی کا باغ خشک ہوجاتا ہے پھر وہ کسی کا بھی نہیں ہوتا وہ سب سے پہلے اپنے گھر کو دیکھتا ہے اپنے چولہے کو دیکھتا ہے اپنا باغ اور اپنی زندگی کو دیکھتا ہے۔تو جناب سپیکر! اگر ہم شفیق خٹک کو بلائیں وہ بھی ہماری طرح بے بس ہے۔ وہ یہی کہے گا کہ مجھے تو یہ دیا ہوا ہے کہ تھرمل سے اتنی بجلی دے دو فلاں سے اتنی بجلی دو وہاں سے اتنی آرہی ہے۔ میں تو شیڈول بناتا ہوں کہ فلاں فیڈر کو اتنے دے دو فلاں فیڈر کو اتنے دے دو' اس سے بڑھ کر انکے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ ان لوگوں کا کام ہے جو ہماری قومی تنصیبات کے تحفظ کی بنیاد پر یہ احکامات جاری کردیے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے جناب سپیکر! آپ دیکھتے ہیں کہ اسمبلی کے اندر ہم پانچ چھ سال سے بلکہ 2002ء سے جتنے بھی اراکین ہیں ہم یہ چیخ و پکار کررہے ہیں کہ بلوچستان کے لئے ایک متبادل انتظام کیا جائے اس سائڈ سے چشمہ سے ایک لائن نکالی جائے تاکہ یہ سائڈ وہاں سے آجائے۔ پھر شاید یہ قوتیں جو ہمارے بلوچستان کو غیر مستحکم کرنا چاہتی ہیں وہ بے بس ہوں' کیونکہ ہمارے پاس ایک متبادل نظام بھی ہو۔ اگر وہاں کچھ قوتیں وہ کام کرنا چاہتی ہیں تو یہاں سے آپ کو بجلی ملتی ہے۔ پھر وہ سمجھتی ہیں کہ ہمارا منصوبہ ویسے کامیاب نہیں ہوتا کیونکہ اگر میں ادھر سے کاٹ دوں تو وہاں سے بلوچستان کو بجلی ملے گی اگر میں وہاں سے کاٹ دوں تو یہاں سے ملے گی۔ اور تیسری ہماری جو تجویز ہے میرے خیال میں چیف منسٹر صاحب کی قیادت میں ایک وفد بھی ایران جارہا ہے۔ اور ہمارے بلوچستان والوں کا یہ مطالبہ ہے اور ہم نے مرکز سے بار بار میٹنگوں میں یہ مطالبہ کیا ہوا ہے کہ ہمارے لیئے معاہدہ کر کے اگر مرکزی حکومت کی دسترس ہو۔ تاکہ ایران سے ہم بجلی لے لیں

اور ایران گورنمنٹ اسی ریٹ سے ہمیں بجلی دے دے تو یہاں لوڈ شیڈنگ ہوگی نہ اسکی وولٹیج میں کمی بیشی۔ اور اس کا تیسرا متبادل انتظام ہو تو پھر خضدار دادو والی لائن بھی آ رہی ہے یہ موجودہ لائن بھی ہو تو پھر یہ معاملہ ہمارے ہاتھ مروڑنے کے لئے کوئی یہاں بلوچستان کو غیر مستحکم کرنے کے لئے، یہ تو سب کچھ جو ہو رہا ہے یہ پیدا کردہ حالات ہیں۔ یہ اس طرح نہیں کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ بلوچستان کے لوگ اس طرح ہیں' بلکہ یہ پیدا کردہ حالت ہیں اور یہ اس ایجنڈے کی تکمیل کے لئے کہ پاکستان کو 2015ء کے بعد دنیا کے نقشے پر کوئی نہیں دیکھنا چاہتا۔ یہ کام وہی قوتیں کرتی ہیں اور یہ حالات پیدا کر رہی ہیں تاکہ اس طرح حالات ہوں کہ ہم ایک دوسرے کے دست و گریبان ہو جائیں کہ یہ فلاں کرتے ہیں فلاں کرتے ہیں۔ یہ وہی قوتیں کرتی ہیں نہ اُن لوگوں کو پتہ ہے نہ ہمیں پتہ ہے۔ تو جناب سپیکر صاحب! یہ اقدامات' یہ تین جو معاملے ہیں اگر ایران سے بجلی لینی ہے تو بھی مرکزی حکومت، اگر ہمیں چشمہ سے لائن دینی ہے تو بھی عملی اقدامات' وعدے تو کرتے ہیں لیکن ابتک ان پر عملی اقدامات انہوں نے نہیں کیے ایک کاغذ بھی آگے نہیں چلایا ہے کہ ہم یہ توقع رکھیں کہ ہمیں چشمہ سے ایک متبادل لائن مل جاتی ہے اور ایک انتظام مل جاتا ہے۔ ایران کے بارے میں تو باتیں کرتے ہیں' بلکہ ایران گورنمنٹ کا ایک بیان آیا تھا کہ جتنی بھی بجلی چاہیئے ہم بلوچستان' پاکستان کو دینے کے لئے تیار ہیں۔ تو جب ایران ہمارے بارڈر پر ہے اور پورے بلوچستان کو بجلی مہیا کر سکتا ہے تو کیوں ہم نہیں لیتے ہیں۔ اور میں دوستوں سے مشورہ کرتا ہوں کیونکہ ہماری حکومت ہے تو ہم اپنے ایک دو سال بجٹ کے وسائل اس پر خرچ کر کے ایران سے ہم اپنی بجلی لے لیں کیونکہ اگر ہم نے لوگوں کیلئے بجلی یقینی بنا دی تو یہ سب کچھ ان کا ہے روڈ بھی ہیں اسکول بھی ہیں۔ کیونکہ زراعت انکا ذریعہ معاش ہے اور کیا ہے آپ کے بلوچستان میں؟ کچھ بھی نہیں ہے نہ ملازمتیں ہیں نہ کوئی کارخانہ ہے نہ کوئی تجارت ہے کچھ بھی نہیں ہے۔ تو یہی ایک چیز ہے' مال و مویشی ویسے دس پندرہ سال سے جو drought ہے اُسکی وجہ سے وہ بھی ختم ہو گئے ہیں۔ تو جناب سپیکر! اس معاملے کو ہم اس معزز ایوان کے توسط سے اور میری تمام دوستوں سے گزارش ہے کہ ہم ان لوگوں کو بُلائیں ادھر بٹھا دیں کہ بلوچستان کو جو آپ لوگوں نے بارود کا ڈھیر بنا دیا ہے تو آپ ہمیں بتائیں کہ آپ نے ہماری تنصیبات کا تحفظ یقینی بنانے کے لئے کیا کیا اقدامات کیے ہیں ہمارے دو تین سو کھمبوں کے جوائنٹ بولٹ کھولتے ہیں اور آپ ہماری تنصیبات کا کس طرح تحفظ کرتے ہیں اور آپ کے تحفظ کرنے والے ادارے کدھر ہیں اور اگر آپ لوگوں نے اس نام پر یہ عمل شروع کیا ہوا ہے تو کم از کم یہ تو یقینی بنائیں تاکہ پھر ہم لوگوں سے یہ کہہ دیں کہ چلو یہ غلط عمل ہم نے اس بنیاد پر قبول کر لیا کہ ہماری تنصیبات کا تحفظ ہوتا ہے۔ لیکن جب آپ اتنے ظلم بھی کرتے ہیں اور جو نعرہ دے دیا وہ تو مزید خراب

کرتا جارہا ہے۔تو جناب سپیکر! یہ بہت اہم معاملہ ہےاوراس پر جتنا بھی احتجاج کرلیں کم ہے۔

جناب سپیکر: اچھا سینئر منسٹر صاحب! انجمن تاجران کا باہر protest ہورہا ہے کوئی دو منسٹرز صاحبان ذرا مہربانی کرکے جائیں اوران کی grievances سنیں کہ ان کا کیا پرابلم ہے۔طاہر صاحب منسٹر ایجوکیشن یہاں ہیں یانہیں؟ مولانا باری صاحب اگر جائیں اور۔۔۔۔۔

مولانا سیّد عبدالباری آغا (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): جناب سپیکر صاحب! میں تجارت اور کاروبار نہیں جانتا ہوں۔

جناب سپیکر: لیکن آپ مطمئن کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: عین اللہ صاحب، چونکہ ہمارے لیڈر صاحب نے بتایا ہے۔

جناب سپیکر: باری صاحب! آپ مطمئن کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں آپ اوراسفندیار چلے جائیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: نہیں میں ایسا اطمینان نہیں دلاسکتا جس پر حکومت عملدرآمد نہیں کرسکتی۔آپ مجھے ایک guarantee ہم منٹوں میں، آپ ذمہ داری دیدیں جناب سپیکر!

جناب سپیکر: لیکن آپ لے جائیں پتہ چلے کہ اُن کا پرابلم کیا ہے۔اسفندیار صاحب فوڈ منسٹر اورعین اللہ صاحب بھی اگر ساتھ چلے جائیں، پتہ چلے۔آپ ذرا مہربانی کرکے اُنکے مسائل سنیں کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ جی باری صاحب! .please , thank you جی منسٹر اریگیشن اینڈ پاور سردار اسلم بزنجو صاحب! ۔۔۔(مداخلت) بس ٹھیک ہے دو گئے۔تھینک یو جی۔

سردار محمد اسلم بزنجو(وزیر آبپاشی وبرقیات): سر! بجلی کے حوالے سے تو مولانا واسع صاحب نے جو تقریر کی، میں سمجھتا ہوں کہ وہ پورے بلوچستان کی اُنہوں نے نمائندگی کی ہے۔اور جو حقیقت A سے لیکر Z تک اُنہوں نے ساری پوزیشن واضح کردی۔آج ستائیس روز گزرنے کے باوجود بھی ہماری بجلی بحال نہ ہوسکی۔کل مَیں خود سی ایم ہاؤس گیا۔مَیں نے وزیراعلیٰ صاحب سے اُسکو ٹیلی فون کرایا کہ بھائی اُس دن یہاں جب ہڑتال ہوئی تھی زمیندار آئے تھے تو اُن کو یہ بتایا گیا کہ جی ہم بس دو چار دِن میں بجلی بحال کردیں گے۔جو کل ہماری بات ہوئی وزیراعلیٰ صاحب کی اُن سے، تو کیسکو والے کہتے ہیں کہ یہ ہمارا کام نہیں ہے یہ تو کنسٹرکشن والوں کا کام ہے۔یہ تو اسلام آباد سے آئے ہوئے ہیں۔ان سے ہماری بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ جی بس ابھی کھمبے تو ہم نے کھڑے کردیئے ہیں۔ابھی تاریں بچھانی ہیں اس میں بڑا ٹائم لگتا ہے تین چار دن مزید بقول اُنکے کہ اور لگیں گے۔مَیں سمجھتا ہُوں کہ اُنہوں نے یہ مہینہ پورا کرنا ہے۔ستائیس دن تو ہوگئے ابھی تین چار دن اِس کے

رہتے ہیں، شاید اُن کا یہ اسٹیمیٹ ہے کہ جی ایک مہینہ ہم پورے بلوچستان کو بجلی نہیں دیں گے۔اور رہی سہی کسر وہ میرے خیال میں پوری ہو چکی ہے۔ابھی ہمیں بجلی دیں یا نہ دیں مَیں سمجھتا ہوں کوئی فرق نہیں پڑتا ابھی جو بجلی ہم مانگ رہے تھے اپنی فصلوں اور اپنے دوختوں کو بچائے کیلئے وہ تو سب اللہ کو پیارے ہو گئے۔ابھی وہ بجلی دیں اُن کی ہم کیا منت اُٹھائیں گے۔اور اِس دفعہ جو وہ بات کرر ہے تھے مَیں نے خود اُنکی میٹنگ اٹینڈ کی پہلے وہ یہ بات نہیں کرر ہے تھے میں نے بولا جی تخریب کاری ہوئی ہے۔کہتے ہیں کہ نہیں جی تخریب کاری نہیں ہے۔بھئی مصیبت کیا ہے؟ جی وہ نٹ بلٹ کھولتے ہیں اور کھمبہ گر جاتا ہے تو کھمبے اُنہوں نے گرا دیئے۔بھئی وہ 220 کی لائن جارہی ہے اُس سے آدمی گزوں کے حساب سے دور کھڑا ہو سکتا ہے۔سپیکر صاحب! آپ ہمیں نہیں سُن رہیں آپ کے آفس میں آ کے آپ سے بات کروں اِدھر تو آپ۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی مَیک میں کوئی آواز آرہی ہے اِس کو instruct کرر ہا تھا، وہ رکوائیں جی پلیز!

وزیر آبپاشی و برقیات: جی ہاں۔سر! مَیں یہ گزارش کرر ہا تھا کہ ابھی اُنہوں نے اپنا مہینہ پورا کرنا ہے، اس کے بعد دیں گے۔اور مَیں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ ایک plan ہے۔کیونکہ بجلی کی شارٹیج پورے ملک میں اِس وقت ہے۔انہوں نے اور جگہوں کی کمی کو پوری کرنے کیلئے دیدہ دانستہ سوچ سمجھ کے، منصوبہ بندی کے تحت بلوچستان کی بجلی ایک مہینے سے کاٹ دی ہے۔تا کہ اِن لوگوں کے جو باغات وفصلات ہیں یہ بھی تباہ و برباد ہو جائیں اور دوسرے صوبہ کے لوگوں کو تھوڑی بجلی مل سکے۔جس طرح مولانا صاحب نے کہا کہ یہ اِنکے بس کی بات نہیں ہے۔اور جو آپریشن، جو مصیبتیں اور جو خواریاں بلوچستان پر شروع ہوئیں، واقعی مولانا صاحب نے فرمایا کہ اُن کی basic وجہ یہی تھی کہ جی تنصیبات کو بچانے کیلئے ہم یہ آپریشن کرر ہے ہیں۔کیا تنصیبات آپ نے بچائیں؟ بلوچستان کو وہی پتھر کے دَور تک آپ لوگ لے گئے۔ابھی مَیں کہتا ہوں اِس پر ہم اسمبلی کی قرارداد کے چکر میں، کہ جی یہ بجلی جو وہ ہمیں دینا چاہتے ہیں ہم پر رحم نہیں کیا ابھی ہم بجلی کو کیا کریں گے اور اگلے مہینے جب یہ بحال کریں گے تو بحالی کے دوسرے دن وہ ہر جگہ ہمارے فیڈر بند کریں گے کہ بل دے دو۔آپ بتائیں کہ زمیندار کے پاس رہ کیا گیا ہے کہ جو ہم آئندہ واپڈا کو یا کیسکو کو بل دے دیں۔ہم بل دینے کی پوزیشن میں نہیں ہیں نہ ہم دیں گے۔کیوں دیں؟، جس چیز کیلئے ہم بل دیتے تھے، جس چیز کی ضرورت تھی وہ ہمیں نہیں مل رہی۔ابھی وہ ہمیں کیا دیں گے تو جب تک اِس کے دو متبادل ذرائع ایک دادو خضدار ٹرانسمیشن لائن، ایک لورالائی سے جو اِس طرف۔دو لائنیں کتنا عرصہ ہو گیا جی، چشمہ، ژوب اگر یہی دو لائنیں ہمارے پاس ہوتیں تو آج اِس مصیبت میں، اِس جنجال میں ہم لوگ نہ پھنستے۔ابھی چشمہ کس مجھے پتا نہیں وہ تو مولانا صاحب بتا دیں گے۔خضدار، دادو،

ٹرانسمیشن لائن کیلئے ساری فاؤنڈیشن ڈال چکی ہیں جاپان اُس کو funded کر رہا ہے۔لیکن جہاں اُنہوں نے کھدائی کی اور اُس کی جو فاؤنڈیشن تھیں اُن کی تو انہوں نے بھرائی کردی as it is اُس کو چھوڑ دیا۔اگر اُس پر کام ابھی بھی شروع کریں مَیں سمجھتا ہوں چھ مہینے میں کیا وہ ٹرانسمیشن لائن کمپلیٹ ہو جائے گی؟ لائن کمپلیٹ ہوگی اُس کے بعد پھر کوئٹہ کو ضرورت ہوگی تو وہ اُس کو دیگا۔تو جب تک اِس کی دو لائنیں نہیں ہوں گی اور جب تک یہاں کوئی ذمہ دار۔مَیں سمجھتا ہوں کہ دوسرا کوئی شارٹ فال پورا کرنے کیلئے ہمیں ایک مہینہ ذلیل وخوار کر دیا ہمارے زمینداروں کی دس پندرہ اور بیس سال کی جو محنت تھی جو اُنہوں نے درخت لگائے وہ تندرست وتوانا ہوگئے اور ایک مہینے میں وہ سوکھ کر ختم ہوگئے۔مہربانی۔

جناب سپیکر: جی احسان شاہ صاحب کے بعد سلیم کھوسو صاحب۔جی احسان شاہ صاحب!

سیّد احسان شاہ (وزیر صنعت وحرفت): شکریہ جناب سپیکر! زیر بحث موضوع جو بجلی سے متعلق ہے' اِسمیں تو کوئی دورائے نہیں ہوسکتیں کہ جس بحران کا سامنا پورے ملک کو ہے' اُسی حوالے سے ہمارے بلوچستان کو بھی اُسی بحران کا سامنا ہے۔اور بہت ساری جگہوں پر تو ایسا معاملہ ہے جناب والا! چلیں اگر کوئی کاروبار یا کوئی مارکیٹ ہے وہاں دکانیں ہیں' تو وہاں چھوٹا سا دو کلوواٹ کا جنریٹر لیکر اُس سے اپنا کاروبار بحال رکھا جاسکتا ہے۔لیکن جس طرح دوستوں نے کہا جہاں زمینداری کا معاملہ ہے وہاں تو پچاس ساٹھ ہارس پاور کی موٹر ہوتی ہے، واٹر پمپ ہوتے ہیں' وہاں یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک دو کلوواٹ کے جنریٹر سے کام ہو جائے۔لہٰذا بجلی کی شارٹیج کے زیادہ تر جو damages ہیں وہ ہمارے rural area میں اور خاص طور پر زمینداروں کا اُس سے زیادہ hurt ہوتا ہے اُسکے زیادہ نقصانات اور یہ چیزیں جو اسمبلی میں ایک بات ہو رہی ہے اُسی حوالے سے۔لیکن جناب والا! مَیں گزارش کرنا چاہونگا کہ بلوچستان میں مکران کا علاقہ ایسا ہے کہ وہاں پاکستانی بجلی نہیں ہے۔وہاں بجلی ایران سے آرہی ہے۔اور مکران گرِڈ ملک کے باقی سسٹم سے بالکل علیحدہ ہے۔جناب والا! وہاں سے پینتیس میگاواٹ بجلی جو آرہی ہے وہ کسی زمانہ میں ہمارے مکران گرِڈ کیلئے کافی تھی۔جس سے تین ڈسٹرکٹ پنجگور، کیچ اور گوادر کی ضروریات بخوبی پوری ہو رہی تھیں۔لیکن جناب والا! وقت کے ساتھ ساتھ اب بجلی کی ڈیمانڈ زیادہ ہوتی جارہی ہے اور وہاں آبادی بھی پھیلتی جارہی ہے۔اور آئے دن نئے گاؤں electrify ہو رہے ہیں۔جس کی وجہ سے بجلی کی ضرورت اب پینتیس میگاواٹ سے پینتالیس میگاواٹ تک جا پہنچی ہے۔اور یہ بھی ہم سب کو پتہ ہے کہ شدت کی گرمیاں پورے ملک میں جہاں کہیں ہوتی ہیں وہ سبّی اور مکران ہیں جون جولائی کے مہینے میں وہاں بہت زیادہ گرمی ہوتی ہے۔تو جناب والا! اِسوقت صورتحال یہ ہے کہ peak hours میں جہاں

گرمی بالکل شدت پر ہوتی ہے اِسوقت وہاں آٹھ سے نو گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ ہے۔اگر پورے ملک میں بجلی کا نظام ٹھیک ہوجائے اور مکران کے مسئلے پر توجہ نہیں دی گئی' تب بھی اسکی بجلی کا مسئلہ حل نہیں ہوگا۔اور اگر یہاں بجلی کا بحران بدستور جاری ہے اور وہاں تھوڑی سی توجہ اگر دی جائے تو کم از کم اُس علاقے کو بجلی مل سکتی ہے۔ جناب والا! ہماری اطلاع کے مطابق یہ بجلی جو ایران سے آرہی ہے' وہاں اُنکے ٹرک ماؤنٹڈ کوئی ٹرانسفارمر ہے' وہ پینتیس میگاواٹ کا ہے جو ایک ٹرالر کے اوپر لگا ہوا ہے۔تو یہاں جناب! صرف بات یہ ہے کہ اگر حکومتِ پاکستان' وزارتِ پانی و بجلی ایران سے بات کریں اور اُسے مزید پینتیس میگاواٹ کیلئے کہیں جو اُسی طرح ایک ٹرک ماؤنٹڈ گرڈ اسٹیشن اُس پر اگر ہوجائے' تو اُس سے بھی ہمارا کام چل سکتا ہے۔ جہاں تک پاکستان کے اندر ہماری بجلی کی لائنوں کا سسٹم ہے تو ہمارے پاس گنجائش موجود ہے 120 میگاواٹ تک ہماری لائنیں بوجھ اُٹھاسکتی ہیں' جو اِسوقت پینتیس میگاواٹ پر چل رہی ہیں۔لیکن اُسمیں ایک معاملہ ریٹ کا آجاتا ہے۔ سننے میں آرہا ہے کہ ایران گورنمنٹ کے ساتھ جو ریٹ طے ہوا تھا' وہ شاید ابھی expire ہوگیا ہے۔اُنہوں نے اپنی ڈیمانڈ دی ہے کوئی گیارہ سینٹ per کلوواٹ کے حساب سے۔اور واپڈا کا کہنا شاید پانچ سینٹ ہے۔اُس پر بھی ابھی بات ان کی negotiation چل رہی ہے۔ بہر حال جب اُنکو بجلی بہت سستی مل رہی تھی تب بھی ہمیں اُسی حساب سے دے رہی تھی جس طرح ملک کے باقی حصوں میں دیجارہی ہے۔ وہ ہمارا مسئلہ نہیں وہ واپڈا کا مسئلہ ہے۔اگر اُس کو اب گیارہ سینٹ میں دیتے ہیں تب بھی وہ ہمیں اُسی ریٹ پر دینا ہوگی جو باقی ملک کو دے رہی ہے۔لیکن جناب والا! اگر اِس معاملے کو serious نہیں لیا گیا تو مَیں کہتا ہوں کہ اگلے سیزن میں شاید مکران میں بھی بیس گھنٹے سے زیادہ کی لوڈ شیڈنگ ہو۔تو مَیں جناب کے توسط سے یہ بات اِس ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔اور سی ایم صاحب نے بھی اِس مسئلے کو اُٹھایا ہے۔لیکن مَیں چاہتا تھا کہ ہمارے میڈیا کے دوست بھی ذرا اِس پر توجہ دیں۔آج کل میڈیا کا دَور ہے' اگر وہ بھی اِس کو highlight کرے تو شاید ہمارے مسئلے کے حل کیلئے وہ بھی مددگار ثابت ہوجائے۔شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: سلیم کھوسہ صاحب!

جناب سلیم احمد کھوسہ (وزیر زکوٰۃ' عشر' حج واوقاف): یہ ایک انتہائی اہم issue ہے جناب والا! اور اِس بات کا ہمیں بخوبی اندازہ ہے کہ ہمارا ملک بجلی کے crisis سے گزر رہا ہے۔لیکن بلوچستان کا سب سے بڑا جو مسئلہ ہے جو مَیں سمجھتا ہوں یہاں جو چیف کیسکو بیٹھا ہوا ہے وہ ایک ریٹائرڈ بندہ' ایک سال سوا سال سے ریٹائرڈ بندہ اس seat کو continue کرکے بیٹھا ہوا ہے۔اور سب سے بڑی زیادتی یہ ہے کہ ہمارے اِس صوبے

سے ہی بندے اِس seat کیلئے qualify کررہے ہیں۔مگر اُنکونظرانداز کرکے اِس بندے کو بٹھایا ہوا ہے۔ اِس بندے کا کیا بلوچستان کے مفادات کے ساتھ، بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ؟ ہمارے لوگ رُل رہے ہیں ذلیل وخوار ہیں۔جعفر آباد ،نصیر آباد ،سبّی' یہ پاکستان کے گرم ترین علاقوں میں شمار ہوتے ہیں۔اور جعفر آباد،نصیر آباد بلوچستان کے زرعی علاقے ہیں۔وہاں کچھ rice mills ہیں وہ اِسی بجلی کی وجہ سے بہت بڑے crisis سے گزر رہی ہیں جناب عالیٰ!اورتو کچھ نہیں کرتے ہیں' کم ازکم اتنا تو بتادیا جائے کہ بلوچستان کے کن کن علاقوں میں کتنے عرصے کیلئے یا کتنے ٹائم کیلئے لوڈ شیڈنگ ہے۔وہ تو غیراعلانیہ لوڈ شیڈنگ' دودوتین تین دن تک بجلی نہیں آتی ہے۔مَیں تو کہتا ہوں کہ سب سے پہلے اِس اِس بندے سے جان چھڑائی جائے۔جب بلوچستان کا بندہ ہوگا تو اُسکو ہمارے لوگوں کا احساس ہوگا' وہ ضرور اِسمیں کچھ نہ کچھ بہتری لائے گا۔یہ بندہ وہاں بات ہی نہیں کرتا ہے' اُوپر سے جو بھی اُس کو instructions ملتی ہیں نہیں ملتی ہیں' پتہ نہیں وہ اُسی پر چلتا رہے گا۔وہ اپنے ہی دھندوں میں لگے ہوئے ہیں۔یہاں زمیندار رُل رہے ہیں۔ہمارا علاقہ تباہ ہوگیا ہے۔ پرسوں ساتھ گھنٹے main road کو block کیا گیا تھا جناب والا!DPO اور واپڈا والے گئے' بڑی منّت سماجت کے بعد main شاہراہ کھولی گئی۔تو اُن لوگوں نے کہا کہ چار پانچ دن میں اگر ہمارے مسئلے حل نہیں ہوئے تو ہم دوبارہ آکر روڈوں پر بیٹھیں گے۔تو بلوچستان بہت بڑے crisis سے گزر رہا ہے۔تو مَیں آپ سے یہی گزارش کرونگا کہ واپڈا والوں کو بُلا کر کم ازکم اُنکو تنبیہہ تو کی جائے کہ ہمیں بتایا جائے کہ کتنے عرصے کیلئے کون کون سے areas میں لوڈ شیڈنگ کا time schedule ہے؟ اتنا تو پتہ چلے اورتو کچھ نہیں ہوتا کم ازکم یہ تو ہمیں معلوم ہو۔شکریہ جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جی نواز صاحب!منسٹر بی ڈی اے۔

حاجی محمد نواز(وزیر بی ڈی اے): شکریہ جناب سپیکر!بجلی کا مسئلہ اِس پر جو بات ہورہی ہے۔سارے ساتھیوں نے اِس پر بات کرلی۔تو یقیناً مسئلہ تو زیادہ سنجیدہ ہے اور ہمارے علاقے کے جو باغات ہیں بلوچستان میں خصوصاً جس کے ہیں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک اہم جو ہمارا معاش کا ذریعہ ہے تو وہ غالباً اِس سال نہیں بلکہ کافی سالوں سے اب تو یہاں تک پہنچ گئے کہ ہم مفلوج ہوکررہ گئے ہیں۔بات یہ ہے کہ ابھی اس سال جب میں دیکھ رہا ہوں اپنے طور پر' ایک تو ساتھی بات اس حوالے سے کررہے ہیں کہ زمیندار کہہ رہے ہیں۔لیکن میں اِس حوالے سے کہتا ہوں کہ مَیں بذاتِ خود ایک زمیندار ہُوں۔مَیں خود بھی یہ کہہ رہا ہوں کہ بھئی یہ جو تقریباً ڈھائی تین مہینے سے باغات کو پانی نہیں ملا ہے۔یہ تو چھوڑو کہ ہماری گندم کی فصل تباہ ہوگئی یا پیاز کی فصل تباہ ہوگئی یا اور

فصلیں تباہ ہوگئیں۔ ہماری اہم چیز سیب کے باغات ہیں جو دس پندرہ سال میں وہ فصل دینا شروع کر دیتے ہیں وہ اس نہج پر ہیں جو فصل دے رہے ہیں وہ ابھی خشک ہو رہے ہیں۔ جب سیب کے درخت میں خشکی پیدا ہو جائے پھر اس کی ہڈی سے خشکی نہیں نکلتی اس کو پھر کاٹنا پڑتا ہے۔ پھر وہ نئے تنے جب دیتا ہے تو تین چار سال پھر اُسمیں لگتے ہیں، پھر بعد میں فصل دینا شروع کر دیتا ہے۔ تو ہمارے باغات کی اب پوزیشن یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ بات یہ ہے کہ جناب سپیکر! ہم واپڈا والوں سے یہ کیوں نہیں کہتے بعض اوقات جب ہم میٹنگ کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ آپ بل جمع نہیں کرتے۔ تو جناب سپیکر! مَیں اِس ایوان کی وساطت سے اِس ایوان کی توجہ اِس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ کی طرف سے واپڈا کو دو ارب کی سبسیڈی دی جا رہی ہے اور وہ چار ہزار روپے کی طرف دیکھتی ہے کہتے ہیں کہ ہمیں چار ہزار per month بل جمع نہیں ہو رہے ہیں۔ کیا یہ واپڈا والے ہمیں، وہ دو ارب جو ایڈوانس سبسیڈی اُسکو دیئے جا رہے ہیں اُسکی بجلی ہمیں دے رہے ہیں؟ اس سوال پر ایوان غور کرے اور اس کیلئے وہ واپڈا والوں سے حساب کتاب کرلے۔ کہ آپ دیکھ لیں تین چار سال سے جتنی بجلی آپ تو ہمیں 24 hours کے حساب سے سبسیڈی دے رہے ہیں، جو 4 ہزار بنتے ہیں وہ تو زمیندار دے رہے ہیں۔ کیا آپ ہمیں 24 گھنٹے بجلی دے رہے ہیں؟ اگر نہیں تو آپ ہمیں دو گھنٹے، تین گھنٹے، چھ گھنٹے زیادہ احسان آپ کا بارہ گھنٹے کا ہے۔ تو بقایا بارہ گھنٹے جو آپ ہماری بجلی کھا رہے ہیں۔ جو آپ نے ہم سے اُسکی سبسیڈی وصول کی ہوئی ہے، اُس پر کیوں آپ لوگ نہیں سوچتے، وہ کیوں نہیں دیکھتے کہ ہم نے تو بل advance میں لئے ہیں۔ تو اِس پر اسکے ساتھ بات کی جائے، حساب کتاب کیا جائے کہ بھائی کیوں ہمیں بجلی نہیں دے رہے ہیں؟ جب نہیں دے رہے ہیں تو پھر زمینداروں کو کس چیز کا آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ ہمیں بل دے دیں۔ تو زمینداروں سے بل لینے کا آپ کا حق ہی نہیں بنتا، اُلٹا واپڈا والے ہمارے قرضدار ہوتے ہیں۔ جس وقت ہمیں بجلی کی ضرورت ہوتی ہے، ہماری فصلوں کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے اُسوقت ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت ہماری لائنیں اُڑا دی جاتی ہیں اور اس دفعہ تو نٹ بُلٹ کھول کر اور اسکے تار بھی میں نے سنا ہے کہ لپیٹ کر وہ گاڑیوں میں اُٹھا کر لے گئے ہیں۔ کیا یہ ایک بندے کا کام ہے؟ ایک دن کا کام ہے؟ کہ اُنہوں نے بس آ کر کر دیا اور چلے گئے؟ جیسا کہ مولانا واسع صاحب نے فرمایا کہ بھائی قومی تنصیبات کے حوالے سے جو آپریشن شروع کیا گیا ہے کیا یہ ہماری قومی تنصیبات نہیں ہیں؟ جس پر ہماری پوری قوم زندہ ہے۔ اس پر کبھی سوچا نہیں گیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اُس دن زمینداروں کی ہڑتال میں مَیں دو گھنٹے وہاں موجود رہا۔ تو اُن لوگوں کے تو مطالبات بالکل حقائق پر مبنی تھے۔ حقیقت ہے کہ بھائی ہمیں یہ چیزیں چاہئیں۔ وفاقی گورنمنٹ ہمیں متبادل

لائن دے دے۔خصوصاً اُنکا زور اس بات پر تھا کہ ہمیں چشمہ via ژوب جو ایک ٹرانسمیشن لائن' فوری طور پر اس پر کام شروع کیا جائے تا کہ ہمیں متبادل لائن مل سکے۔ اگر ایک سائیڈ سے بند ہو جائے تو دوسرے سائیڈ سے آئیگی۔ دوسری بات اُنکی یہ تھی کہ جو ہمارے زرعی قرضے ہیں' ہم تو مفلوج ہو چکے ہیں' بھائی یہ قرضے جو مشرف صاحب کے دَور میں معاف کئے گئے تھے اسکا نوٹیفکیشن فوری طور پر جاری کیا جائے۔تو آج تک اُسکا نوٹیفکیشن جاری نہیں ہوا ہے۔ تیسری بات وہ یہ کہہ رہے تھے کہ بھائی اگر ہمارے ساتھ یہ چیزیں نہ ہوں تو پھر ہم کہاں جائیں؟ ہم تو احتجاج پر مجبور ہونگے۔ ہم نے تو احتجاج ہی کرنا ہے۔ظہور صاحب! ذرا توجہ اس طرف دے دیں مہربانی۔

جناب سپیکر: اراکین ذرا توجہ دے دیں۔جی آپ continue کریں۔

وزیر بی ڈی اے: تو ایک اہم مسئلے پر بات ہو رہی ہے۔ میں بحیثیت ایک زمیندار اِس سے وابستہ اور سارے مسئلے اور مسائل جانتے ہوئے ایوان کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہ رہا ہوں تا کہ ہر ساتھی سُن لے' بیشک جس علاقے میں زراعت نہیں ہے تو اُسکو ضرورت کے مطابق تو بجلی مِل رہی ہے۔ ہمارے بیلٹ' خضدار' قلات 'پشین' زیارت' قلعہ عبداللہ اور ژوب وغیرہ جہاں زیادہ سے زیادہ بجلی کی ضرورت ہوتی ہے ہمارا سارا انحصار زیرِ زمین پانی پر ہوتا ہے۔ اگر بجلی نہ ہو تو ہمارے لئے پینے کا پانی بھی نہیں ہے۔ یہ صرف زمیندار کا مسئلہ نہیں ہے ایک ایک گھر کا ایک ایک فرد کا مسئلہ ہے۔تو بات یہ ہے کہ اس پر جناب سپیکر! اگر ایک قرارداد لائی جائے' متفقہ طور پر یہ ایوان پاس کرلے' وفاقی گورنمنٹ سے مطالبہ کرلے کہ بھائی' ہمیں متبادل میں چشمہ via ژوب لائن دی جائے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے زرعی قرضوں کی معافی کا نوٹیفیکیشن فی الفور جاری کیا جائے تا کہ ہمارے زمیندار جو پِس چکے ہیں تباہ ہو چکے ہیں اُنکو کچھ ریلیف تو مل سکے۔ تیسری بات یہ ہے کہ زمینداروں کے نام واپڈا والوں نے جتنی ledger books بنا کے رکھی ہیں کہ بھائی آپ کے پیچھے ہمارے بل رہتے ہیں اتنا فلاں گرِڈ قرضدار ہے اتنا فلاں گرِڈ قرضدار ہے تو اسکو فی الفور ختم کیا جائے۔ اور واپڈا والوں سے اس پر حساب کتاب کیا جائے کہ جب ہم دو ارب کی سبسڈی دے رہے ہیں' کیا آپ ہمیں وہی بجلی دے رہے ہیں؟ ایک دفعہ میں xx سے اسی پر بات کر رہا تھا کہ xxx آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ لوگوں نے بل جمع نہیں کیا ہے۔تو کہنے لگے کہ بھائی یہ تو سچ ہے۔ میں نے کہا آپ ledger لائیں۔ وہ لایا تو کہا کہ فلاں گرِڈ اِتنا، فلاں اتنا فلاں اِتنا۔ میں نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔ بات یہ ہے کہ آپ مجھے یہ بتائیں کہ بھائی یہ جو زمیندار آپ کے بل کے مقروض ہیں۔ جو دو ارب کی سبسڈی آپ کو دی جا رہی ہے کیا اُتنی بجلی آپ نے دی ہے؟ xxxxxxxx۔

XXXXXX۔XXXXXXXXX۔XXXXXXXXXX۔XXXXXXX۔چونکہ وہ بجلی بچت کرنا چاہ رہے ہیں' اسی دورانیہ میں ہمیں زیادہ بجلی کی ضرورت ہوتی ہے۔ چونکہ سارے ٹیوب ویل چل رہے ہوتے ہیں۔ سردیوں میں تو اتنی بجلی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس دورانیہ میں جب بجلی کی ضرورت پڑ جاتی ہے تو وہ بجلی کاٹ دیتے ہیں اور یہ بہانہ بنا لیتے ہیں کہ آپ لوگوں کے بل جمع نہیں ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نواز صاحب! اسمیں کسی کا نام لے کے بات نہ کریں' مجموعی طور پر گورنمنٹ ادارے یا اُنکے جو CO's ہیں وہ بات کریں۔ personal کسی کا نام اسمیں نہیں ہوتا ہے۔ وہ نام سارے حذف ہو جائیں جو اسطرح ہوئے ہیں۔ جی just a moment۔ نواز صاحب! ختم کریں Then I will give the flour to another Member.

وزیر پی ڈی اے: میں دل آزاری نہیں کر رہا' ٹھیک ہے ایک بات آ گئی تو میرا بھی تو دل جلتا ہے۔ دیکھتے ہیں کہ ایک درخت جب سُوکھتا ہے' تو زمیندار ایسا ہی سمجھتے ہیں جس کے سامنے اپنا بیٹا تڑپتا ہوا مر رہا ہو۔ تو اِسکا مطلب یہی ہے کہ وہ بے بس ہیں۔ جب ایک بے بسی کے عالم میں لوگ زندگی گزار رہے ہیں تو ہم اُسکے لئے کیا دَرد رکھیں۔ دَرد تو ہمارا یہی ہے جو میں بیان کر رہا ہوں۔ تو بات یہ ہے جناب سپیکر! انہی چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے خدا کیلئے ہمارے زمینداروں پر رحم کریں۔ یہ ایوان اُن کا نمائندہ ایوان ہے اسی کی وساطت سے وفاقی گورنمنٹ سے قرارداد کی شکل میں اپنے مطالبات منوانے کیلئے اُس سے کہہ دیجئے کہ بھائی یہ ہماری ضروریات ہیں ہمیں اور کچھ نہیں چاہئے سب سے پہلے ہمیں بجلی کی ٹرانسمیشن لائن اور متبادل لائن' اگر ہماری اس سائڈ پر تخریب کاری ہو رہی ہے تو دوسری سائڈ محفوظ ہے۔ کہیں نہ کہیں سے تو پھر ہمیں بجلی کی سپلائی تو مہیا ہوگی۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی ڈاکٹر فوزیہ صاحبہ!

ڈاکٹر فوزیہ نذیر مری (مشیر برائے وزیراعلیٰ وممبر پاکستان نرسنگ کونسل): جناب سپیکر! اس میں تو کوئی شک نہیں کہ واپڈا ایک سفید ہاتھی کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ اور ہم سب جانتے ہیں کہ بجلی کا crisis تو پورے ملک میں چل رہا ہے۔ شاید بلوچستان سے بہت بدتر حالات دوسرے provinces کے ہیں۔ اور بلوچستان پر تو جو رہی سہی ہماری معیشت تھی وہ بجلی کے بحران سے بہت حد تک destroy ہوئی ہے۔ جیسے سلیم صاحب نے کہا۔ دیکھئے جو بحران ہے وہ equally پورے ملک پر آیا ہوا ہے۔ بلوچستان میں' کیونکہ کسی کا نام لے کے کسی کو direct hit کرنا میرے خیال میں کہ ایک سرکاری آفیسر جو بہت سالوں سے بلوچستان میں کام کر رہا ہے وہ

* بحکم جناب سپیکر الفاظ xxxxxxxxxxxxxxxxxxxx کارروائی سے حذف کئے گئے۔

بلوچستان کے علاقوں سے بھی واقف ہے وہ بلوچستان کے لوگوں سے بھی واقف ہے اور ہم نے نہیں دیکھا کہ ہم جب کبھی کیسکو کی ٹیم کو بلایا تو وہ بھاگے دوڑے نہیں چلی آئی؟ ہمیشہ وہ آئی ہے ہمیشہ اُنہوں نے اپنی جوابدہی کی ہے۔ لیکن جو ایک مسئلہ اس وقت پورے ملک کا ہے۔ ہم اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے لوگوں کی تو یہ ذمہ داری بنتی نہیں ہے کہ ہم لوگوں کو criticise کرنا شروع کر دیں۔ نہیں ہمیں وفاقی حکومت سے مطالبہ کرنا ہے۔

Mr . Speaker: You are not on your seat , please you are not on your seat .

آپ اپنی سیٹ پر آ جائیں۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ وممبر پاکستان نرسنگ کونسل: ہمارا سارا زور وفاقی حکومت پر ہونا ہے We must pay them a respect . وہ تو ہمارے servant ہیں' اس province کے servant ہیں۔ ہم وفاقی حکومت سے احتجاج کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ topic پر آئیں۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ وممبر پاکستان نرسنگ کونسل: کہ بھائی وہ ہمارے اس مسئلے کو solve کریں۔ کیونکہ حالات روز بروز بدتر ہوتے جا رہے ہیں۔ تو جو بھی ہمارا احتجاج ہے وہ اسلام آباد سے ہے۔

جناب سپیکر: بات کرنے دیں Then I will give the point اچھا ٹھیک ہے۔ نہیں ریٹائرڈ وہ گورنمنٹ کا اپنا criteria ہے بہت جگہوں پر ریٹائرڈ لگے ہیں That's government problem ہمارا problem ہے کہ بجلی ملنی چاہیئے۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ وممبر پاکستان نرسنگ کونسل: شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: تھینک یو۔ جی مولانا عبد الصمد صاحب! Our problem is to get the electricity. وہ گورنمنٹ کا ہے کہ وہ کس طرح deal کرتی ہے۔ تھینک یو۔ جی فارسٹ منسٹر!

مولانا عبد الصمد آخوندزادہ (وزیر جنگلات وجنگلی حیات): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر صاحب! کہ آپ نے مجھے بولنے کا وقت دیا۔ ساتھیوں نے لوڈ شیڈنگ پر بات کی ہے۔ میں مناسب نہیں سمجھتا کہ اُن کی باتوں پر میں بھی کچھ کہوں' لیکن ایک منتخب نمائندہ کی حیثیت سے میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت پورا بلوچستان' قلات'

منگچر سے لیکر ژوب تک، ژوب سے لیکر قلعہ عبداللہ تک اور قلعہ عبداللہ سے لیکر بارکھان تک جو کہ زرعی علاقے ہیں اور یہاں سیب کے باغات ہیں، چیری ہے اور گندم ہے اور سبزیاں ہیں اور ان لوگوں کی زندگی کا دارومدار زراعت پر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ زیارت میں اسوقت یہ پوزیشن ہے کہ جو پرانے ٹیوب ویلز تھے لوگ اُس پر آ گئے ہیں۔ اب اُنہوں نے ایک ٹیوب ویل پر تین انجن رکھے ہیں۔ ایک انجن جب خراب ہوتا ہے تو دوسرا آگے رکھا جاتا ہے۔ یہ حال ہے ایک گھنٹے کیلئے بجلی آجاتی ہے وہ بھی voltage اتنی ہوتی ہے کہ اس سے ٹیوب ویل نہیں چل سکتا۔ 24 دن سے یہ بات کہی جارہی ہے کہ بلوچستان حکومت ڈی ایم جمالی میں جہاں ٹاورز گرے ہیں اُن کیلئے سیکورٹی نہیں دے رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پوزیشن واضح کی جائے کہ واقعی بلوچستان گورنمنٹ اُن کو سیکورٹی نہیں دے رہی ہے یا واپڈا والے سُستی کر رہے ہیں یہ ابھی تک پتہ نہیں چل رہا ہے کہ کیا پوزیشن بن رہی ہے۔ اور زمیندار حضرات پورے بلوچستان میں سراپا احتجاج ہیں۔ وہ اس دفعہ سیٹوں کی ضمانت پر اپنا احتجاج ختم کریں گے ایسی خالی خولی باتوں سے وہ اپنا احتجاج ختم نہیں کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بلوچستان کے عوام کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ ہماری زندگی کا دارومدار ہمارا گھر چلانا ہمارے روزمرہ تمام امور کا انحصار زمینداری پر ہے میں خود ذاتی طور پر زمیندار ہوں۔ میں نے ایک باغ لگایا ہے اس پر میں نے کروڑوں روپے خرچ کیئے ہیں۔ اگر یہ ختم ہوجائے تو پھر ہمیں ہسپتالوں کی کیا ضرورت ہے، روڈوں کی کیا ضرورت ہے، ہم یہ چاہیں گے کہ ہمارے باغات کو پانی ملے۔

جناب سپیکر: مولوی عبدالصمد صاحب! اگر بجلی نہیں ہے تو ابھی آپ ہمیں زیارت کی چیری نہیں کھلائیں گے؟

وزیر جنگلات وجنگلی حیات: کیوں نہیں کھلائیں گے وہ تو کھلائیں گے بالکل۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی. please continue آپ جاری رکھیں۔

وزیر جنگلات وجنگلی حیات: لیکن بجلی کے مسئلے پر میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ براہِ راست رولنگ دیں تاکہ کم ازکم زمیندار بھی مطمئن ہوں اور واپڈا والے بھی اطمینان سے اپنا کام کر سکیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: تھینک یو جی۔ جی عین اللہ شمس صاحب!. Then I will give you flour

حاجی عین اللہ شمس (وزیر صحت): تھینک یو جناب سپیکر! بجلی کے مسئلے پر بحث ہو رہی ہے اور سب سے پہلے تو میں مولانا عبدالواسع صاحب کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے مسئلے کا اصل عنصر چھیڑ دیا ہے کہ ہمارے قبائلی زعماء، ہمارے معتبرین آپریشن کی نظر ہو چکے ہیں لیکن قومی تنصیبات کا ابھی تک تحفظ نہیں ہوسکا۔ میں گزارش کرونگا فلور پر کہ یہ جو ہماری سیکیورٹی فورسز ہیں ان سے حساب لیا جائے اور واپڈا کو پابند کیا جائے کہ آج تک

اُنہوں نے سیکیورٹی فوسز کو کتنے پیسے ادا کئے ہیں security purpose کیلئے دوسرا یہ کہ آپ حساب اُن سے طلب کر لیں کہ آج تک maintenance پر اِن لوگوں نے کتنے پیسے خرچ کئے ہیں؟ اگر ان دونوں amounts کو اکٹھا کیا جائے اگر ان پیسوں سے وہ خضدار اور پشین قلعہ سیف اللہ میں دو سائیڈوں پر دو بڑے پاور ہاؤس لگا لیتے تو اُن سے ہم کتنی بجلی پیدا کر سکتے دوسری بات یہ ہے دو، تین چیزیں قابلِ غور ہیں ایک ہے شیخ ماندہ تھرمل ہاؤس۔ اس پر بھی سوچنا ہے کہ یہ کیوں بند پڑا ہے؟ ہمارے پہلو میں، مارواڑ، سنجدی اور مارگٹ سے کوئلہ آ رہا ہے ہم اس کو لوڈ کر کے پنجاب بھیج رہے ہیں۔ تو کیوں نہ اس کوئلے کو ہم شیخ ماندہ تھرمل ہاؤس پر استعمال کریں۔ شیخ ماندہ کے پاور ہاؤس میں تین چیزوں کا ہم فوری طور پر یعنی فوری ریلیف دے سکتے ہیں۔ ایک گیس کی ٹربائن ایک کوئلے کی ٹربائن اور ایک آئل کی ٹربائن یہ فوری طور پر نصب کئے جائیں۔ ہم یہ بات کرتے ہیں کہ دادو ٹو خضدار جوٹرانسمیشن لائن ہے یا چشمہ ٹو ژوب ٹرانسمیشن لائن ہے وہ لانگ ٹرم پالیسی میں ہے لیکن یہ شارٹ ٹرم پالیسی ہے اور فوری ریلیف ہمیں دے سکتا ہے۔ ان تین چیزوں کے لئے آپ رولنگ دیں کہ بھائی فوری ریلیف دینے کے لئے اس کو آپ فعال کر لیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ جو وفاقی گورنمنٹ ہم سے معاہدہ کر چکی ہے کہ بھائی اتنی میگاواٹ بجلی آپ کو per 24 hours ملے گی۔ کیا وہ مقدار ہمیں صحیح مل رہی ہے اگر نہیں تو اسکی وجہ ہمیں بتائی جائے کہ کیوں ہمیں نہیں مل رہی ہے؟ اگر لائن درست بھی ہوں اگر کوئی ٹاور گرایا بھی نہ جائے اگر کوئی دہشت گرد وہاں چلا بھی نہ جائے، ہماری جوٹرانسمیشن لائن ہے اسمیں اتنی صلاحیت نہیں ہے کہ بلوچستان کو فوری بجلی فراہم کر سکے۔ پھر بھی ہم لوڈ شیڈنگ میں جاتے رہیں گے۔ اگر بجلی سرپلس ہو جائے فیڈرل میں، نیشنل گرڈ میں بجلی سرپلس بھی ہو جائے لیکن ہمیں جوٹرانسمیشن لائنز دی گئی ہے اُس کی کپیسٹی یہ نہیں ہے کہ بلوچستان کو فوری طور پر مکمل بجلی دے سکے۔ تو گزارش یہ ہے کہ ہمیں خالی خولی وعدوں سے، خالی خولی نعروں سے نہ ورغلایا جائے۔ ایسے معاہدے اور ایسے وعدے نہ کئے جائیں جن سے ہمارے معاملات بگڑ جائیں۔ اور میں اس تجویز کی پرزور حمایت کرتا ہوں اور تمام اراکین سے گزارش کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں حکومت پر زور ڈالیں کہ ہم ایران سے بجلی خریدیں اور ایران سے بجلی لے آئیں۔ ایران کے ساتھ سستی بجلی بھی ہے فوری بجلی بھی ہے اور ہماری باؤنڈری پر بھی ہے اور فوری طور پر ہمیں ریلیف بھی دے سکتا ہے۔ تو kindly ہماری گورنمنٹ کو یہ پابند کیا جائے کہ امریکن مفادات کو آپ چھوڑ دیں اس کی طرف آپ نہ دیکھیں اس کے پریشر کی وجہ سے ایرانی بجلی آپ miss نہ کریں چائینا کی بجلی آپ miss نہ کریں۔ چائنا بھی ہمارا پڑوسی ہے ایران بھی ہمارا پڑوسی ہے اگر ہم امریکن پریشر میں آ کر اس بجلی کو ختم کرتے ہیں تو ہمارے لئے بجلی، جیسے حفیظ شیخ صاحب کہہ رہے تھے کہ بجلی

مزید چھ فیصد مہنگی کرنی پڑے گی۔ تو خدا کے لئے ہمیں اس مہنگائی سے بھی نجات دلائیے اور ہمیں اس امریکن پریشر سے بھی نجات دلائیے۔ اور اگر اس کا کوئی دوسرا سیاسی پہلو ہے یا فوجی پہلو ہے جو آرمی سے متعلق ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ مصنوعی طور پر یہ شارٹ فال کرتے ہیں۔ سارے ملک میں انہوں نے ایک ہنگامہ مچائے رکھا ہے کہ بجلی کا شارٹ فال ہے۔ جیسا کہ امریکہ نے انڈیا کے ساتھ کوئی معاہدہ کیا ہے کہ بھائی سول نیوکلیئر ٹیکنالوجی ہمیں فراہم کی جائے۔ ہمیں تباہ نہ کریں پندرہ سال بیس سال ہمارے باغات پر لگتے ہیں اُن کو آپ تباہ کرتے ہیں پھر سول نیوکلیئر ٹیکنالوجی آپ امریکہ سے مانگتے ہیں یہ اس قیمت پر نہ کریں۔ اُس کی لاجسٹک سپورٹ بند کر دیں وہ مجبور ہو جائے گا آپ کو سول نیوکلیئر ٹیکنالوجی فراہم کریگا۔ اس ڈرامے بازیوں سے خدا کے لئے ہمیں سول نیوکلیئر ٹیکنالوجی امریکہ سے نہیں چاہئے۔ ہمیں اس راستے سے چاہیے آپ اس کی لاجسٹک سپورٹ بند کر دیں آپ اس کو air-war zone نہ دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اُسی دن ہمارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ وہ تمہارے پاؤں میں پڑ جائے گا اور کہے گا کہ بھائی بجلی کا مسئلہ بھی ہم حل کر دیتے ہیں اور مفت میں حل کر دیتے ہیں۔ لیکن ہماری لاجسٹ سپورٹ دے دیں۔ یہ اس طریقے سے نہ ہو کہ پہلے ہمیں برباد کریں پھر آپ سول نیوکلیئر ٹیکنالوجی امریکہ سے حاصل کر لیں۔ اس پر ہم لعنت بھیجتے ہیں اسکی ہم مذمت کرتے ہیں۔ تھینک یو شکریہ۔

جناب سپیکر: جی ظہور بلیدی صاحب!

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر جی ڈی اے و بی سی ڈی اے): تھینک یو جناب سپیکر! زیر بحث موضوع آج بجلی کے بحران کے حوالے سے ہے۔ اس پر تمام دوستوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا میں بھی اس پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! اس بحران نے پورے پاکستان میں ہر طبقہ فکر کو مفلوج بنا کر رکھ دیا ہے خواہ وہ زمیندار ہو، تاجر ہو یا انڈسٹریلسٹ ہو۔ یہ بحران ابھی کا نہیں ہے اس سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہمارے جو پچھلے ادوار میں ڈکٹیٹرز رہے ہیں انہوں نے پاکستان کے باقی اداروں کو تباہ تو کر دیا لیکن کوئی ایسی پلاننگ نہیں کی جس کی وجہ سے بجلی کا مسئلہ حل ہو۔ آپ اندازہ کریں پاکستان میں بجلی کی ضرورت پندرہ ہزار میگا واٹ ہے۔ اور چین کا ایک صوبہ جس کا نام شنگھائی ہے اُسمیں سترہ ہزار میگا واٹ بجلی کی ضرورت ہے اور اُدھر کبھی بھی لوڈ شیڈنگ نہیں ہوتی۔ تو ہمارے ہاں مصیبت یہ ہے کہ ہم جو بجلی پیدا کرتے ہیں وہ ہائیڈرل سسٹم پر کرتے ہیں۔ ہم نے تھرمل سسٹم کو try کی ہے نہ wind system کو جو کوسٹل بیلٹ میں applicable ہے نہ کسی اور سسٹم سے ہم نے بجلی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ جناب سپیکر! اب فیصل آباد کو لیں اُسمیں کوئی اٹھارہ ہزار کے قریب چھوٹی بڑی انڈسٹریز ہیں جن میں اب بجلی نہ ہونے کی وجہ سے بارہ بارہ گھنٹے بند ہیں۔ اور لاکھوں لوگ وہاں بیروزگار ہو گئے ہیں اور

غریبوں کے چُو لہے ٹھنڈے پڑ گئے ہیں۔اب بلوچستان کو لیجئے' بلوچستان میں ہمارا جو ذریعہ معاش ہے وہ زیادہ تر زراعت پر منحصر ہے۔اور بجلی نہ ہونے کی وجہ سے یہاں زراعت مفلوج ہو کر رہ گئی ہے اور لوگ کھانے پینے کیلئے ترسنا شروع ہو گئے ہیں۔ جناب سپیکر! ہمارے مکران میں' چونکہ ہم ایران سے بجلی لے رہے ہیں جو شاہ صاحب نے تفصیلاً بتادیا۔تو باقی جگہ ہماری مجبوری ہے پلاننگ صحیح نہیں ہوئی ہے بجلی کا مسئلہ آپڑا ہے گورنمنٹ کے لئے مسئلہ ہو گیا ہے لیکن مکران میں تو ہمارے لئے کوئی ایسی مجبوری نہیں ہے۔اُدھر تو ہم اسکی capacity کو بڑھا سکتے ہیں۔نہ صرف مکران بلکہ اسکے ساتھ ساتھ جتنے بھی ڈسٹرکٹس ہیں آواران، خاران اور بھی بہت سے مختلف ڈسٹرکٹس ہیں اِنکو بھی ہم ایران سے بجلی دلا سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ ایران ہمیں سَستی بجلی فراہم کرنے کیلئے تیار ہے لیکن ہم اسکو لے نہیں رہے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ جی ہم آپ کی ساری مصیبتوں کو حل کرنے کیلئے بیٹھے ہوئے ہیں۔اور ہم کہتے ہیں کہ جی نہیں ہمیں آپکی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ چونکہ ایران بلوچستان کے بارڈر پر ہے اور ہماری وفاقی حکومت تو شاید اسی وجہ سے یہ نہیں کر رہی ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ تجویز دینا چاہتا ہوں اسمبلی کے توسط سے کہ آپ اس پر ایک رولنگ دیں کہ بلوچستان میں بجلی کا جو بحران ہے ہم سب سے پہلے ایران کے ساتھ معاہدہ کر کے بلوچستان کے بیشتر ڈسٹرکٹس کو بجلی فراہم کریں۔ جناب سپیکر! دوسرا میں ایک اہم مسئلے پر آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔کچھ عرصہ پہلے گوادر سے ہمارا ایک نوجوان محبوب واڈیلا کو خفیہ ادارے والے اُٹھا کر لے گئے ہیں اور ابھی تک وہ بازیاب نہیں ہوا ہے۔اس پر جناب سپیکر! چیف جسٹس آف پاکستان جناب افتخار چوہدری صاحب نے سوموٹو ایکشن لیا ہے۔تو آپ سے بھی گزارش ہے چونکہ یہ burning issue ہے اور بلوچستان کا معاملہ آج کل highlight ہے اور سب کو پتہ ہے اس پر کچھ کہنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔تو آپ مہربانی کر کے ایک رولنگ دیں کہ جس نے بھی اُٹھا کر لے گیا ہے اس پر اگر کوئی جرم ثابت ہوا ہے تو پاکستان میں عدلیہ آزاد ہے اُسکے سامنے لائیں' کوئی چارج لگائیں' اسطرح کسی کو اُٹھا کر لے جانا اور اسکو غائب کر دینا یہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے اور پاکستان کا جو بنیادی آئین ہے جو لوگوں کے بنیادی حقوق کا تحفظ کرتا ہے اس کی بھی خلاف ورزی ہے۔ جناب سپیکر مہربانی تھینک یو۔

جناب سپیکر: مہربانی۔وزیر خزانہ آپ ابھی تشریف لائے ہیں' تمام اراکین نے بجلی کے بحران پر بات کی ہے' مجھے پتہ ہے وزیر اعلیٰ صاحب اس سلسلے میں اقدامات کر رہے ہیں' پھر بھی آپ حکومت کی طرف سے کوئی یقین دہائی کرائیں کہ کیا اقدامات ہو رہے ہیں؟

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر خزانہ): جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔

سپیکر صاحب! ہمارے ظہور صاحب' منسٹر نے جو باتیں کیں اس سے پہلے بھی ہمارے colleagues نے جو باتیں کی ہیں اور اس دن بھی سردار اسلم بزنجو صاحب نے اس پوائنٹ پر بات کی ہے۔ سپیکر صاحب! یہ تو ایک حقیقت ہے کہ ہمارے بلوچستان کے جتنے بھی زمیندار ہیں' کاشتکار ہیں' واقعی وہ پریشان ہیں کیونکہ بلوچستان کی باغبانی دوسرے صوبوں سے بالکل مختلف ہے یہاں ایک درخت کو نہال جو لگاتے ہیں پودا لگاتے ہیں اسے بڑا کرنے کیلئے تقریباً آٹھ نو سال لگ جاتے ہیں۔ سپیکر صاحب! مسئلہ یہ ہے کہ اگر اس درخت کو سال میں دو تین مہینہ مئی جون جولائی میں پانی نہیں ملے تو وہ بالکل خشک ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں وہ بات تو درست ہے حکومتی اقدامات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ: جی اس پوائنٹ پر آتا ہوں' وہ بالکل خشک ہو جاتا ہے اس کی جگہ پر دوسرا پودا لگا کر پھر اس پر آٹھ دس سال لگ جاتے ہیں۔ سپیکر صاحب! اس سے پہلے کہ ہم اسلام آباد میں تھے تو ہمارے چیف منسٹر صاحب اور میں نے یو ایس جی کی میٹنگ اٹینڈ کی ہے ہم اور سی ایم نے راجہ پرویز اشرف سے ملاقات کی اور اس اہم نوعیت کے مسئلے پر سی ایم نے ان سے بات چیت کی۔ اور اُنہوں نے یہ تجویز دی کہ ساڑھے چار سو پانچ سو میگا واٹ جو بلوچستان کا شارٹ فال ہے اس کو ہم پورا کرنے کیلئے دو ریٹرن پاور سٹیشن لگاتے ہیں۔ ایک کوئٹہ میں اور دوسرا پشین میں۔ اور سی ایم نے بھی اس پر زور دیا اور پرائم منسٹر سے بھی کہا کہ فی الفور آپ یہ کر دیں۔ کیونکہ ہمارے بلوچستان کی جو رہی سہی زمینداری ہے کاشتکاری ہے وہ بالکل تباہ ہو رہی ہے۔ اسکے علاوہ ایران نے بھی پہلے پیشکش کی تھی بجلی کے بارے میں کہ ہم آپ کو بارہ سو میگا واٹ دیں گے اور اس دفعہ 18 تاریخ کو ہمارے سی ایم صاحب ہمارے سینئر منسٹر اور ہم جا رہے ہیں ایران سے مذکرات کرنے کیلئے' کہ ہمیں ہنگامی بنیادوں پر فی الفور یہ بجلی دے دیں۔ کیونکہ ہماری جو Power & Water Ministry ہے وہ کہتی ہے کہ تین چار سال لائنوں کے بچھانے میں لگ سکتے ہیں۔ اور راجہ پرویز اشرف صاحب نے کہا کہ ہمیں اگر باہر سے فنڈنگ ہو جائے تو ہم ایک سال میں بھی بجلی کے کھمبے لگا سکتے ہیں۔ سپیکر صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ سی ایم صاحب اور ہماری جو کابینہ ہے وہ مخلص ہے۔ انشاءاللہ ہم اسکا ایک حل ضرور نکالیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے تھینک یو جی۔ یقیناً بجلی کا بحران بہت سنگین ہے پورے ملک کی طرح بلوچستان میں بھی صوبائی حکومت کو چاہیئے کہ وہ مرکز سے اس کو ہنگامی بنیادوں پر لے تاکہ بلوچستان کے لوگ اور خاص کر کے زمینداروں کا جو نقصان ہو چکا ہے اب مزید اس میں کوئی اضافہ نہ ہو۔ باری صاحب! آپ اور اسفند صاحب گئے تھے بتائیں گے انجمن تاجران کا کیا مسئلہ ہے؟

جناب اسفندریار کاکڑ (وزیر خوراک): جناب والا! ابھی ہم آپکے حکم پر گئے تھے۔ اور ہم نے انجمنِ تاجران کا جو احتجاجی جلوس تھا اُنکی باتیں بھی سنیں پھر اُن سے مذاکرات ہوئے۔ تو مولانا عبدالباری صاحب اور طاہر محمود صاحب ہم سب ایک ساتھ تھے۔ تو جناب والا! انکی سب سے پہلی requestاور گزارش یہ تھی کہ کسٹم کلکٹر کو یہاں سے چینج کر دیا جائے تو اسمیں انکاclaim یہ تھا کہ کسٹم کلکٹر نے چالیس سے پچاس کروڑ روپے ہمارے عوام کے کھا لیئے ہیں۔ وہاں لوکل ہمارا مال جو ایک ڈسٹرکٹ سے دوسرے ڈسٹرکٹ جاتا ہے کسٹم والے اسے پکڑ لیتے ہیں۔ اور یہاں اکثر کپڑا پکڑ کر کچھ اپنے پاس رکھ لیتے ہیں کیس کر لیتے ہیں اور باقی بازار میں سرعام فروخت کرتے ہیں۔ تو انکی جو شکایت تھی وہ ہم نے سنی۔ اور انہوں نے دوسری سب سے بڑی بات یہ کی کہ ہمارا سٹی سینٹر جو کوئٹہ کا بہت بڑا سینٹر ہے جس میں اربوں روپے کا نقصان ہوا ہے اس سلسلے میں ہماری گورنمنٹ سے یہ request ہے کہ اس سینٹر میں کام کرنے والے جو بھی لوگ ہیں تاجران کوcompensation دیا جائے۔

جناب سپیکر: وزیر خزانہ صاحب! آپ یہ سنیں آپ نے جواب دینا ہے۔

وزیر خوراک: ان کو ہم نے یہ یقین دہانی کرائی کہ ہم آپ کو وزیر اعلیٰ صاحب سے ملائیں گے۔ اور آپکے جو مسائل ہیں کسٹم کلکٹر کے بارے میں آپکے جو خدشات ہیں ہم انہیں دُور کرائیں گے۔ مولانا باری صاحب' طاہر محمود صاحب اور ہم نے وہاں اُن سے بات بھی کی۔ اور اُن کی ایک چھ سے آٹھ رکنی کمیٹی بن رہی ہے جو آ کر یہاں آپ سے اور سی ایم صاحب سے مشاورت کر کے اور اُنکو یقین دہانی دے دیں کہ وہ کسٹم کلکٹر جائے گا۔ تو وہ کہہ رہے ہیں پورے بلوچستان میں جہاں ہم نے ہڑتال کی ہے اس کو ہم ختم کرنے کا پھر اعلان کریں گے۔

جناب سپیکر: تھینک یو وزیر خزانہ صاحب! ایک تو یہ کسٹم سے معاملہ related ہے۔ please آپ اس کو کسٹم کلکٹر سے take-up کریں۔ پھر فیڈرل کو بتائیں جو بھی انکے جائز مسائل ہیں وہ حل ہوں۔ اور جہاں تک مارکیٹ میں آتشزدگی تھی تو سینئر منسٹر صاحب نے visit کیا تھا آپ اور سینئر منسٹر صاحب وزیر اعلیٰ صاحب سے بات کریں۔ اِنکی کچھ حق رسی ہونی چاہئے یقیناً ان کا بہت بڑا نقصان ہوا ہے۔ تو اس سلسلے میں آپ ان points کو سی ایم صاحب تک پہنچائیں۔ اور کسٹم کلکٹر سے بات کریں جو بھی ان کے genuine مسئلے ہیں وہ حل کروائیں۔ اگر یہاں نہیں ہوتے تو آپ مرکز سے بات کریں۔

وزیر خزانہ: مہربانی سپیکر صاحب! میں اس نقطے کی وضاحت کرتا چلوں کہ اس سے پہلے آپ کو یاد ہوگا کہ ہماری ایک میٹنگ تھی جو ایران جانے کی' اسمیں کسٹم کلکٹر بھی آئے تھے۔ اور مختلف ڈیپارٹمنٹس' کیسکو کے بھی لوگ آئے تھے۔ اس میں سی ایم نے میرے سامنے کسٹم کلکٹر سے کہا کہ آپ بلوچستان کے جتنے چھوٹے چھوٹے تاجر ہیں ان

پر ذرا ہاتھ ہلکا رکھیں۔ اور اُسمیں اُنہوں نے حامی بھری تھی۔ ہمارے معزز منسٹر اسفند یار کاکڑ صاحب جو کہہ رہے ہیں بالکل حقیقت ہے۔ آج تاجر برادری نے پورے بلوچستان میں شٹر ڈاؤن کی کال دی ہے اور روڈز بھی بند ہیں۔ کل اخبار میں بھی آیا تھا کہ آج ہم ہڑتال کریں گے وہ بھی میرے خیال میں سی ایم صاحب کی نظر سے گزری ہے اور چیف سیکرٹری نے بھی اسکا نوٹس لیا ہے وہ وفاقی گورنمنٹ سے یا کسٹم کلکٹر سے take-up کریں گے۔

جناب سپیکر: تو یہ آپ سے related ہے آپ اسکو concerned اداروں سے take-up کریں۔

وزیر خزانہ: دوسری جو انکی دکانیں جل گئی ہیں' اسکے لئے میں جا کر visit کر کے اس کا جائزہ لیتا ہوں اور اسکی رپورٹ سی ایم صاحب کو دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اور جو نقصانات ہوئے ہیں آتشزدگی سے آپ اور سینئر منسٹر صاحب اس بارے میں بات کریں تھینک یو ۔

وزیر خزانہ: تھینک یو جناب سپیکر! یہ بہتر نہیں کہ ہم جائیں اور کسٹم کلکٹر سے اپنے طور پر بات کریں۔

جناب سپیکر: نہیں آپ بات کرلیں جو بھی official channel ہے آپ چیف سیکرٹری صاحب کو اس میں involve کریں یا جو بھی سرکاری چینل ہے وہ آپ استعمال کریں۔

مولانا سید عبدالباری آغا (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): جناب سپیکر! سرکاری چینل میں' اُن سے بات یہ ہو۔ جسطرح اسفند یار صاحب نے کہا کہ کسٹم کلکٹر نے پتہ نہیں کتنے کروڑ لئے ہیں۔

جناب سپیکر: باری صاحب! وزیر خزانہ سی ایم صاحب سے بات کرلیں گے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: ابھی وہ کمیٹی بنا کر ظاہر ہے کہ پورا آپکا جو یہ ایریا ہے لکپاس آخر تک پوری روڈ بلاک کی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں وہ چیف سیکرٹری صاحب کو اُس میں involve کریں گے۔ اور وہ یقیناً اس کو take-up کریں گے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: ظاہر ہے اُنکی ہمدردی پہلے سے ہے۔ تو چیف منسٹر صاحب سے کمیٹی کی ایک ملاقات کرائیں۔ سینئر وزیر صاحب اور وزیر خزانہ صاحب ایک دوسرے کو سنیں اور جو چیزیں ہوسکتی ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ وہ سینئر وزیر اور وزیر خزانہ اجلاس کے بعد کرتے ہیں۔ اب اسمبلی کا اجلاس مورخہ 14/مئی 2010ء بروز جمعہ بوقت گیارہ بجے صبح تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اجلاس 12 بجکر 52 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)